ماہنامہ

انصاراللہ

دوسری قدرت

سیدنا حضرت بانی سلسلہ علیہ احمدیہ..........فرماتے ہیں۔

"..........تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔..........."

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵)

مئی ۲۰۰۱ء

ایڈیٹر

نصراللہ خاں ناصر

نیز یہ گواہی بھی دی:

''مولف براہین احمدیہ مخالف وموافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں'' (اشاعت السنہ جلد ہفتم نمبر ۶ صفحہ ۲۸۴)

۲- لدھیانہ کے مشہور اور باکمال صوفی حضرت احمد جان صاحب نے ایک اشتہار کے ذریعہ کتاب پر ایک ریویو شائع کیا جس میں یہ الفاظ بھی لکھے۔

''یہ کتاب مشرکین اور مخالفین اسلام کے بیخ و بنیاد کو اکھاڑتی ہے اور اہل اسلام کے اعتقادات کو ایسی قوت بخشتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اسلام کیا نعمت عظمیٰ ہے اور قرآن شریف کیا درست ہے اور دین محمدی کیا صداقت ہے'' (اشتہار واجب الاظہار بحوالہ الفضل ۲۳ جون ۱۹۳۱ء)

۳- بنگلور کے مشہور مسلم اخبار 'منشور محمدی' کے مدیر مولانا محمد شریف صاحب نے اپنے اخبار میں اس کتاب پر ایک زوردار تبصرہ میں مقبولِ بارگہِ صد لکھا- مدیر موصوف نے لکھا:

''کتاب براہین احمدیہ ثبوتِ قرآن وسنت میں ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے کہ جس کا ثانی نہیں............'' (منشور محمد بنگلور ۲۵ رجب ۱۳۰۰ھ صفحہ ۲۱۴ تا ۲۱۷)

دفاع ناموس رسالتؐ کے لئے تحریک کا خیر مقدم: حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۵ء کے آخر میں دفاع ناموسِ مصطفیٰؐ کے لئے ایک آئینی تحریک اٹھائی اور انگریز وائسرائے کو تعزیرات ہند کے متعلقہ دفعہ میں توسیع تجویز کی تا مذہبی مباحثات کی حدود متعین ہو سکے-

ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے حضرتُ اقدس کی طرف سے جونہی یہ آئینی تحریک شروع ہوئی ہندوستان بھر کے ہر طبقہ خیال کے مسلمانوں نے آپ کی پُر زور تائید کی- اور جلد اس درخواست پر ہزاروں دستخط ہو گئے ان دستخط کرنے والوں میں ملک کے نامی گرامی علماء، سرکاری افسر، وکلاء، تجار وغیرہ شامل تھے- ایسے ۷۰۴ دستخط کنندگان کی ایک ابتدائی فہرست حضرت اقدس نے اپنی کتاب 'آریہ دھرم' میں شامل اشاعت فرمائی-

اس تجویز کو سراہتے ہوئے سرسید احمد خاں کے قریبی ساتھی اور سیاسی جانشین نواب محسن الملک نے حضرت اقدس کے نام اپنے خط مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۵ء میں لکھا-

''خدا آپ کو اجر دے کہ آپ نے دلی جوش سے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہا ہے- یہ کام بھی آپ کا منجملہ اور بہت سے کاموں کے ہے جو آپ مسلمانوں کے لئے بلکہ اسلام کے لئے کرتے ہیں..............آپ کا خادم محسن الملک'' (الحکم ۷ اگست ۱۹۳۴ء صفحہ ۹)

دین حق کے دفاع میں آپ کی مساعی کا اعتراف: اس دور میں حضرت مسیح موعودؑ کی دفاع دین حق میں عظیم مساعی کی عمومی قبولیت کا اعتراف ایک مخالفانہ کتاب میں یوں کیا گیا ہے۔

''عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ میں مرزا صاحب کی خدمات کی وجہ سے مسلمانوں نے انہیں سر پر بٹھایا اور دلوں میں جگہ دی۔ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم اور مولانا ثناء اللہ امرتسری جیسے بزرگ ان کے حامی اور معترف تھے اور ان ہی کے نام کا ڈنکا بجاتے تھے۔''

(تحریک قادیان از مولانا سید حبیب احمد صاحب مطبوعہ ۱۹۳۳ مقبول عام پریس لاہور۔صفحہ ۲۱۰)

سب سے بڑے دینی مفکر: شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے ۱۹۰۰ء میں اپنے ایک مضمون میں لکھا۔

''مرزا غلام احمد قادیانی موجودہ ہندی مسلمانوں میں غالباً سب سے بڑے دینی مفکر ہیں۔''

(رسالہ انڈین اینٹی کوئری جلد ۲۹ ستمبر ۱۹۰۰ء صفحہ ۲۳۹)

مقدمات میں آپ کے اعلیٰ کردار پر گواہی: حضرت اقدسؑ کو بھی مخالفین کی طرف سے دائر کردہ مقدمات میں مبتلا کیا گیا۔ مشہور وکیل مولوی فضل الدین صاحب حضرت مسیح موعود......... کی طرف سے اکثر مقدمات میں وکیل ہوئے ایک مجلس میں انہوں نے بڑے جوش اور جذبے سے یہ گواہی دی۔

''میں مرزا صاحب کا مرید نہیں ہوں......... لیکن مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت اور اخلاقی کمال کا میں قائل ہوں میں وکیل ہوں اور ہر قسم کے طبقے کے لوگ مقدمات کے سلسلے میں میرے پاس آتے ہیں......... لیکن میں نے اپنی عمر میں مرزا صاحب کو ہی دیکھا ہے جنہوں نے سچ کے مقام سے قدم نہیں اٹھایا......... میں انہیں ایک کامل راستباز یقین کرتا ہوں اور میرے دل میں ان کی بہت بڑی عظمت ہے۔''

(الحکم ۶ انومبر ۱۹۳۴ء)

ملاقات کا شرف پانے والوں کے تاثرات: حضرت مسیح موعود......... کی عظیم شخصیت کے متاثرین کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے شرفِ ملاقات کے لئے قادیان کا دشوار گذار سفر اختیار کیا اور راستے کی تکالیف کی پرواہ نہ کی۔ ان بے شمار ملاقاتوں میں سے چند کا ذکر درج ذیل ہے۔

۱۔ منشی سراج الدین صاحب (والد مولانا ظفر علی خاں برصغیر کے مشہور صحافی اور شاعر) نے اپنے سفر قادیان کا ذکر یوں کیا۔

''۱۸۷۷ء میں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمان ہونے کی عزت حاصل ہوئی''

(اخبار زمیندار بحوالہ بدر ۲۵ جون ۱۹۰۸ء)

۲- ''۱۸۸۵ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب ۱۷-۱۸ سال کی عمر میں محض شوق زیارت میں بٹالہ سے پاپیادہ تنہا قادیان آئے''

(تاریخ احمدیت جلد نمبر ا صفحہ ۲۰۹ نیا ایڈیشن مولفہ مولانا دوست محمد شاہد)

۳- ''مارچ ۱۸۹۷ء میں لاہور کے کچھ تعلیم یافتہ نوجوانوں نے ارادہ کیا کہ قادیان جا کر حضرت مرزا صاحب کو دیکھنا اور ان کے دعویٰ کی حقیقت معلوم کرنا چاہیئے ہر شخص نے الگ الگ اعتراضات سوچ لئے- حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے آتے ہی تقریر کے رنگ میں ان کے تمام اعتراضات کا مکمل جواب دے دیا- اُن سب نے تعجب سے ایک دوسرے کو دیکھا بعض نے کہا یہ سچ مچ مامور ہیں- بعض نے کہا یہ جادوگر ہے کچھ نے کہا یہ ضرور سچا ہے ہم تو بیعت کرتے ہیں اس گروہ کے شرکاء میں تین شخصیات جنہوں نے بعد میں ہندوستان کی سیاست میں نام کمایا یہ تھے- چوہدری سر شہاب الدین صاحب، ڈاکٹر سر محمد اقبال اور مولوی غلام محی الدین قصوری-''

(لاہور اور تاریخ احمدیت از شیخ عبدالقادر صاحب صفحہ ۲۰۸)

۴- مولانا ابوالنصر آہ صاحب (مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی) ۲ مئی ۱۹۰۵ء کو قادیان آئے واپس جا کر انہوں نے اپنے اس سفر کے حالات اخبار وکیل امرتسر میں شائع کروائے جن میں یہ جملے بھی لکھے-

''اگر مرزا صاحب کی ملاقات کا اشتیاق میرے دل میں موجزن نہ ہوتا تو شاید آٹھ میل تو کیا آٹھ قدم بھی آگے نہ بڑھ سکتا......... میں جس شوق کو لے کر گیا تھا ساتھ لایا اور شائد وہی شوق مجھے دوبارہ لے جائے-''　(اخبار وکیل امرتسر بحوالہ الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء)

۵- مولانا ابوالکلام آزاد ۲۵ مئی ۱۹۰۵ء کو قادیان گئے اس سفر کے حالات انہوں نے بہت بعد اپنی سوانح لکھواتے ہوئے قلم بند کروائے جو ان کی وفات کے بعد کتاب ''آزاد کی کہانی'' میں صفحہ ۳۳۹ تا ۳۴۲ میں شائع ہوئے ان میں منجملہ یہ بھی لکھا-

''میں یکّے کے سفر اور کچی سڑک کی وجہ سے ہچکولوں سے بالکل چُور ہو رہا تھا- عشاء کی نماز مولوی عبدالکریم صاحب کے پیچھے پڑھ کر ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا- پھر صبح کو چار بجے اٹھا نماز کے چبوترے پر لوگوں کو نماز صبح کے لئے تیار پایا اور اس سے طبیعت متاثر ہوئی......... جمعہ کی نماز وہیں

ایک میدان میں ہوئی میں گیا تو لوگوں نے مجھے پہلی صف میں جگہ دی‘‘

حضرت مسیح موعود کی وفات پر تاثرات: حضرت مسیح موعودؑ کی وفات نے تمام اہل درد مسلمانوں کو دکھی کیا جس کا انہوں نے اپنے اپنے رنگ میں اظہار کیا ایسے چند مطبوعہ اظہار درج ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا۔

’’مرزا صاحب کی.......... ہمیشہ کی مفارقت نے .... تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرادیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔

.... وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے.......... (مرزا صاحب کے) لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے.......... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمات آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا.......... آئندہ ہماری مدافعت کا یہ سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جاسکیں

.... آئندہ امید نہیں ہے کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔‘‘

(اخبار وکیل امرتسر بحوالہ بدر ۱۸ جون ۱۹۰۸ء)

۲۔ سید ممتاز علی صاحب امتیاز نے لکھا۔

’’مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت، مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔‘‘

(تہذیب نسواں لاہور بحوالہ تشحیذ الاذہان نمبر ۱۰-۱۹۰۸ء)

۳۔ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ نے لکھا۔

’’بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا‘‘

(علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ بحوالہ تشحیذ الاذہان نمبر ۸-۱۹۰۸ء)

۴۔ صادق الاخبار ریواڑی نے لکھا:

’’واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کا کما حقہٗ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامئی اسلام اور معین المسلمین فاضل اجل

(بقیہ صفحہ ۳۹ پر)

حیوٰۃ نور دین پر سرسری نظر

رقم فرمودہ حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب

ذیل کا ریویو ہمیں جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب نے مرحمت فرمایا ہے جو ہم بڑی خوشی سے درج ریویو کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں آئندہ بھی آپ ریویو کے لئے اپنے مضامین ارسال فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع دیتے رہیں گے۔ (ایڈیٹر ریویو)
(مندرجہ بالا نوٹ کے ساتھ یہ مضمون فروری ۱۹۱۴ء کے ریویو میں شائع ہوا تھا۔ اب اس کی افادیت کے پیش نظر اس مضمون کا ایک حصہ ماہنامہ انصاراللہ میں شائع کیا جارہا ہے۔)

○

''............زندگی یا زندگیاں جن جن خوفناک گردابوں میں سے گذرتیں اور جو جو طوفان ان کی راہ میں آتے ہیں اور جن آزمائشوں اور مشکلات میں ان کا امتحان ہوتا ہے وہ ایسی نہیں ہیں کہ ان کی واجبی قیمت نہ لگائی جائے اگر کوئی زندگی کسی حد تک ایسے تلاطم اور ایسے گرداب سے محفوظ گزر گئی ہے تو وہ واقعی تعریف اور حوصلہ افزائی کے قابل ہے۔ جن لوگوں نے زندگی کے گردابوں اور تلاطموں کا خوفناک سماں دیکھا اور مشاہدہ کیا ہے وہ کہہ سکتے ہیں کہ ساحل مقصود پر پہنچنا کس قدر مشکل ہے۔

شب تاریک وبیم موج وگرداب چنیں ہائل کجا دانند حال ما سبکباران ساحل ہا

وہ لوگ جو زندگی کی ایسی مشکلات کا شعور اور احساس نہیں رکھتے وہ دراصل زندگی کے مفہوم اور زندگی کی مشکلات سے واقف ہی نہیں ہیں وہ صرف نام کے انسان ہیں ورنہ ان میں انسانیت اور انسانی فطرت بوجوہ مُردہ ہو رہی ہے وہ زندہ نہیں بلکہ مُردہ ہیں۔

خیال زلف تو پختن نہ کار خامان است کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری است

وہ زندگیاں جو شروط انسانیت اور قواعد فطرت کے ماتحت گذرتی ہیں وہ زندگیاں جو اپنی راہ میں چپہ چپہ پُر خار ہی نہیں بلکہ خارستان پاتی ہیں جو پھونک پھونک کر قدم رکھنا زندگی کا پہلا اصول خیال کرتی ہیں ان کا صحیح وسالم اور مامون رہنا بہت ہی قیمت رکھتا ہے اگر ہم فرائض کے ساتھ ساتھ تدین اور حزم واحتیاط بھی رکھنے کے عادی ہیں تو ہماری زندگیوں اور دوسروں کی زندگیوں میں ضرور فرق ہونا چاہیئے ایک طرف ہمارے سامنے ہمارے اردگرد لاکھوں قسم کی تحریکات کا ہجوم ہے اور دوسری طرف ہم سے یہ عہد و پیمان لیا جاتا ہے کہ ہمارا پاؤں نہ پھسلے اور ہم لغزش نہ کھائیں۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ　　باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

○

لوگ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں صرف زندہ رہنا ہی زندگی ہے بول چال پھرنا چلنا اٹھنا بیٹھنا ہی انسانیت اور زندگی کا لازمہ یا بڑا کارنامہ ہے ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑا شیخی تکبر و رعونت وغیرہ وغیرہ ہی سامان زندگی ہے نہیں نہیں زندگی بال سچی زندگی کا ساماں اور روپ ہی کچھ اور ہے اگر زندگی بیٹھی ہے تو ہم سے جانوروں کی زندگیاں سو درجہ اچھی ہیں سانس اور دم تو وہ بھی لیتے ہیں ان کی بعض طاقتیں ہم سے کہیں سبک بلکہ دلچسپ اور بہتر ہیں نہیں نہیں زندگی اس سامان کا نام نہیں ہے وہ کچھ اور ہی ہے اسے صدہا میں سے کوئی ایک آدھ ہی حاصل کرتا ہے اور وہ بھی بصد مشکل اور فضل باری سے زندگی صادقہ یا حیات نوری کی راہوں سے کوئی خاص بندے ہی بہ سلامت جاتے ہیں۔

جمال شخص نہ چشم است نہ زلف و عارض و خال　　ہزار نکتہ دریں کاروبار دلداری است

ایسی زندگیاں جوان مشکلات اور ان خوفناک یورشوں سے کسی حد تک بھی صحیح و سلامت اپنے تئیں لے نکلتی ہیں وہ اور ابنائے جنس کے واسطے ایک فخر اور ایک پاک نمونہ ہوتی ہیں ایسا نمونہ جس پر اور زندگیوں کی رفتار رفتہ رفتہ اسی راہ پر آسکتی ہے زندگیوں پر ریویو کرتے ہوئے وہ خیالات دماغ سے نکالنے ہی پڑیں گے جو بعض وجوہ سے پہلے ہی سے متموج ہو رہے ہیں کیونکہ ریویو میں پرستیدہ خیالات دور ہی رہنے چاہئیں اگر پہلے کے متموجہ خیالات کی پابندی سے ہم کسی زندگی اور اس کے واقعات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اپنے تئیں ایک فریب دہ راہ پر ڈال لیتے ہیں اس صورت میں اور زندگیوں اور ان کے مختلف واقعات سے جو سبق ہمیں لینے چاہئیں ان کی نوبت نہیں آتی یہ تمام باتیں ایسی ضروری ہیں جنہیں ہمیں سوانح عمریوں پر ریویو کرنے کے وقت یاد رکھنا چاہیئے۔

خموش حافظ و ایں نکتہ ہائے چوں زر سرخ　　نگاہ دار کہ قلاب شہر صراف است

○

جس سوانح عمری کا نام عنوان میں لکھا گیا ہے وہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کی سوانح عمری ہے۔ جو جلد اس وقت ہمارے ہاتھ میں ہے وہ پہلی جلد ہے۔ یہ جلد اول بہ فضل خدائے کریم مولوی صاحب کی زندگی ہی میں لکھی گئی ہے ہمیں حضرت اکبر نجیب آبادی کا بدل مشکور ہونا چاہیئے کہ ان کی بدولت یہ بے بہا سوانح عمری ہمارے ہاتھوں میں پھر رہی ہے مولوی نورالدین صاحب کے انٹروڈیوس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ ایک عرصہ دراز سے اپنی بعض خصوصیات علمی، طبی، مذہبی اتقاء کی وجہ سے کافی سے بھی زیادہ شہرت حاصل کر چکے ہیں بلکہ یہ کہ ان کی شہرت ان کے نام سے ایک ممتاز شہرت کا درجہ رکھتی ہے۔

ایسی ہی زندگیاں اپنے مختلف واقعات میں مختلف جذبات اور تصرفات رکھتیں ہیں اگر ہم چشم انصاف سے دیکھیں گے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اکثر مشاہیر (......) کی زندگیاں اس نمونہ کی تھیں۔ جن پر ہمیں بہت کچھ فخر اور ناز ہے۔

جاں پَرور است قصہ ارباب معرفت　　رمزے برو بپرس و حدیثے بیا بگو

○

سوانح عمری زیر ریویو میں صفحہ ۳۰ سے ۵۳ تک مولوی صاحب کے عقائد کا خاکہ کھینچا گیا ہے ہمارا یہ کام نہیں کہ عقائد کی نسبت فروعی بحث کریں اور اصولی رنگ میں ناظرین بانصاف فیصلہ کر سکتے ہیں کہ انکے عقائد باوجود احمدی کہلانے کے اسلاف اور مشاہیر (......) سے کہاں تک ملتے ہیں اگر بعض امور میں اعتقادی اور اجتہادی تفاوت ہے تو اسی حد تک ہے جتنا اور مشاہیر (......) کے عقائد میں پایا جاتا یا زیر بحث چلا آتا ہے فروعی اجتہادات کی رَو ہم کبھی بند نہیں کر سکتے۔ اصولی عقائد کی اہم ضرورت ہے کیونکہ (دین حق) کی بنیاد فروعات پر نہیں ہے بلکہ اصول پر ۵۵ صفحہ سے لے کر ۱۴۱ صفحہ تک ولادت عنفوان شباب، سیاحت، طالب علمی تعلیم، سفر مکہ و مدینہ (......) وغیرہ وغیرہ کے حالات قلم بند ہوئے ہیں ان حالات یا ان کیفیات کے پڑھنے سے پڑھنے والے پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی اور عجیب نکات سے آشنا ہونے کا موقعہ ملتا ہے پڑھنے کے بعد یہ کہنا ہی پڑے گا کہ علامہ نور دین کی فطرت شروع ہی سے ایک انوکھا یا نرالہ ڈھنگ یا سماں رکھتی تھی طالب علمی کے زمانہ ہی میں مولوی صاحب کی طبیعت میں غیرت دینی، محبت رسول اکرم، عزم، راست گوئی، صاف بیانی، جرات کا پایا جانا زندہ دلیل اس امر کی ہے کہ قدرت نے ان کا وجود خاص اغراض اور خاص مقاصد کے تابع بنایا تھا ان سے وہ کام لینے تھے جو خواص ہی سے لئے جاتے ہیں رام پور اور لکھنو کے سفر اولیہ میں مولوی صاحب نے ساتھیوں سے یہ ٹھہرا لیا کہ (دینی) شعائر کے مطابق سفر میں ضرور ایک امیر قافلہ ہونا چاہیئے یہ وہ تجویز اور وہ خیال تھا جو انضباط افراد مختلفہ کے واسطے ایک تمدنی گر ہے مسلمانوں نے جب سے یہ روش چھوڑی ان کی امارت اور تمکنت میں قریباً فرق ہی آتا گیا جب طب پڑھنے کے واسطے حکیم علی حسین صاحب کے پاس شہر لکھنو میں گئے تو ایک معترض کی نکتہ چینی پر اس جرات اور اس صفائی سے ایسا خوش آئیند اور مسکت جواب دیا جو (دین حق) کی تعلیم کا ایک جوہر بے بہا یا صرف اسی کا خاصہ ہے ہمیشہ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ (دین حق) میں جس قدر جذب اور جس حد تک مساوات ہے وہ کسی اور مشرب یا مذہب میں نہیں ہے مولوی صاحب نے علمی رنگ میں اس کے ثبوت میں کمال ہی کیا کس خوبصورتی سے فرمایا۔

''بے تکلفیاں اور السلام علیکم کی بے تکلف آواز وادی غیر ذی زرع کے امی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی''۔

یہ وہ جواب تھا جو ہزاروں دلائل اور صدہا براہین پر ایک عالمانہ زندگی کے رنگ میں برتری اور فوقیت رکھتا ہے یہ وہ

جواب تھا جو ہر منہ سے نہیں نکل سکتا۔ یہ وہ الفاظ تھے جن میں (دینی) جوش بھرا ہوا تھا اس پُر جوش پُر صداقت جواب سے ثابت ہے کہ ایک .... دوسرے .... سے باوجود فرق مراتب اور حالات ہم سرانہ یا آزادانہ گفتگو کرنے کی روح کہاں تک رکھتا ہے جو جذب اور مساوات کا ایک پہلا زینہ ہے روشن دل حکیم اس روشن فقرہ کے سننے سے وجد ہی میں تو آگئے ایک طالب علم وہ بھی صد ہا کوس کا مسافر اور یہ جرات اللہ (..........) تعلیم کی کیسی اعلیٰ شان ہے یہ روشن فقرہ اس جرات، حوصلہ اور عزم کا اثر تھا جو (دین حق) کی مقدس تعلیم سے ان کی پاک طبیعت میں شروع ہی سے منقوش ہو چکا تھا اور جو کبھی بھی جھلک مارنے سے نہیں رک سکتا تھا۔

ما آبروئے فقر و قناعت نہ مے بریم　　　با پادشہ بگو کہ روزی مقدر است

○

اس عزم اور اس جرات کے ساتھ بھی حکیم صاحب کو خدا پر جو اعتماد تھا اور دعا کی فلاسفی جس رنگ میں ان کے ذہن نشین تھی وہ ثابت کرتی ہے کہ ان کی گھٹی ہی میں یہ باتیں رکھی گئی تھیں مختلف مواقع پر انہیں اپنی دعاؤں کی قبولیت کا ثمرہ اٹھانا پڑا ہے اور اس جرات سے اس کا اعلان اور اظہار کیا جاتا رہا ہے کہ کوئی کوئی ہی کر سکتا ہے طالب علمی ہی میں ان کا یہ خیال یا عقیدہ تھا کہ جب ہم قرآن مجید کو سمجھ سکتے ہیں تو اور علوم کیا ہیں یہی ہمت انہیں بہت سی مشکلات سے نکال کر لے گئی اور استادوں کو بھی ان کی ذہانت اور محنت کا اعتراف کرنا پڑا۔ ان کی اس ہمت نے آپ کی اکثر موقعوں پر بہت کچھ مدد بھی کی اور ان کی پارسایانہ زندگی بہتوں کے واسطے ایک نظیر ہوگئی۔ جب کبھی ان کی کسی نے مخالفت کی تو خداوند کریم نے ان کی مدد اور فتح کے واسطے غیب ہی سے سامان کیا کر دیئے دیکھو رام پور میں عبدالقادر خاں اور کلن خاں کے درمیان کیا کچھ گذرا اور کلن خاں کس طرح ایک مسافر طالب علم کا حامی بن گیا اور کس ہمت اور استقلال سے نور دین کی کلن خاں نے مدد کی اور اخیر تک کیسا مستقل رہا۔

نور دین کا یہ استقلال اور حمیت یا غیرت مکتبوں ہی تک نہ رہی بلکہ راجوں اور نوابوں کے درباروں میں بھی اس کے یہی دم وخم رہے مہاراجہ کشمیر کے رُو بروئے نذر دکھاتے جو استقامت جو حوصلہ نور دین نے دکھایا وہ کوئی کوئی ہی دکھا سکنے کا دل وگردہ رکھتا ہے یہ اسی راستبازی اور استقامت کا نتیجہ تھا کہ خدا ان کی وقت پر مدد کرتا رہا۔

رام پور میں ایک بیمار زیر علاج کے ناگہانی حادثہ نے جس کشمکش میں مولوی صاحب کو ڈالا ہے ان کی ہمت اور ان کا استقلال اور خدا پر توکل انہیں اس مخمصہ میں سے کس خوبصورتی سے نکال لے گیا ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں ایسے وقتوں یا ایسی حالتوں میں قائم رہنا سوائے اس کے نہیں ہو سکتا کہ خدا پر پورا بھروسہ اور یقین ہو.......... استقامت اور بھروسہ اور بھی کرتے ہیں لیکن جو استقامت اور بھروسہ خدائی رنگ رکھتا ہو وہ کچھ اور ہی ہے۔

○

مکہ اور مدینہ کا سفر جس عقیدت سے مولوی صاحب نے کیا ہے۔ وہ ان کے حسنِ عقیدت پر ایک نیک شہادت ہے۔ جس شخص کے دل و دماغ میں نام کو بھی فریب دہ فلسفہ کا غبار ہوتا ہے وہ سو سو باتیں نکالتا ہے مولوی صاحب ایسا حکیم مزاج انسان جس عجز و نیاز سے .... جھکتا ہے وہ اللہ ہی کا فضل و کرم ہے باوجود اس عقیدت کے بھی مولوی صاحب کی نظروں میں جو باتیں قابل جرح قدح معلوم ہوئیں ان پر نوٹس لینے سے اخیر تک نہیں چوکے جب دوسری مرتبہ مکہ میں جا کر ایک عرب کو ننگے نہاتے دیکھا تو ٹوک ہی دیا۔ مذہب میں فضول اور تکلیف دہ بحثیں جب کبھی سنیں تو ان سے نہ رہا گیا مولوی صاحب کی کشادہ دلی اور حق پسندی ہمیشہ انہیں کامیاب بناتی رہی وہ باوجود اس قدر پابند مذہب ہونے کے بھی کشادہ دل رہے ان کے مباحثات نے کبھی بھی مجادلانہ رنگ اختیار نہیں کیا۔ لطیفوں ہی میں وعظ و رُشد کی لطیف راہ نکالے رہے۔ بڑے بڑے سخت دل باحث بھی حکمت نما بحث سے ان کا لوہا مان گئے۔

○

مکہ جانے والے اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ مکہ والوں میں الفت اور محبت نہیں۔ مولوی صاحب نے کیا عمدہ نتیجہ نکالا ہے فرماتے ہیں جب ہر سال نئے حاجی آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں ان سے مکہ والوں کی محبت اور راہ و رسم کیا ہو چونکہ وہاں خدائی محبت کا زور ہے اس واسطے انسانی محبت قدم نہیں جما سکتی۔ سچ ہے ایسے گھمسان میں کوئی کسی سے محبت کیا کرے پھر ان لوگوں سے جو مختلف ملکوں کے رہنے والے اور بھانت بھانت بولیاں بولنے والے ہوں۔ اس حالت میں تو واقفیت بھی مشکل ہو سکتی ہے اگر کوئی کہے کہ ٹرین میں اترنے کے بعد کوئی کسی کا واقف اور روشناس بھی نہیں رہتا اور آپس میں مسافر محبت نہیں کرتے تو اس کی بھی وہی صورت ہو گی جو سفر مکہ کی ہے طبیعت میں استقامت اور عزم اس قدر ہے جس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ بھیرہ میں کمیٹی کی حدود میں مکان بنانے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی ملاقات کی۔ کیفیتِ استقامت اور بھروسہ خدا کا ایک زندہ نمونہ ہے اور اس پر صحیح عزم دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں کہ پھل بھی کیسا ملتا رہا ہے۔

ہر دم چو بے وفایاں نہ تواں گرفت یارے　　　مائیم و آستانش تاجاں ز تن برآید

اگر اس قسم کے واقعات اور تصرفات کو کم سے کم شرح صدر اور عزم ہی کہہ لو تو وہ بھی اپنی آپ ہی نظیر ہے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

○

اعتراف احسان شکریہ اظہار حق اعتراف حسنات سے طبیعت تخمر ہے جس کے ساتھ کشادہ دلی درگذر اور ہی رنگ پیدا کرتا ہے تھوڑی سی نیکی اور احسان بھی اعتراف اور شکریہ کے بغیر نہیں رہا بڑی بڑی باتوں کا تو ذکر ہی کیا اور پھر لطف یہ ہے

کہ احسان اور نیکی کو ہمیشہ بحیثیت احسان اور نیکی کے تسلیم کیا جاتا ہے۔ مذہب اور قومیت کا شائبہ بھی نہیں۔ اغیار کے صفات حسنہ اور احسان و مروت کو جس کشادہ دلی سے مانا ہے وہ ایک بڑے وسیع الظرف دل و دماغ کا ثبوت دیتا ہے۔ ملک فتح خاں پادری گوکل ناتھ اور بعض ہندو و آریہ دوستوں کی خوبیوں اور حسنات کا جن الفاظ میں اعتراف کیا گیا ہے وہ مولوی صاحب کی کشادہ دلی پر ایک زندہ نظیر ہے یہ وہ زندہ دلی ہے جو (دین حق)............سکھاتا ہے غیروں اور دیگروں کی خوبیوں کا اسی رنگ میں تسلیم اور تصدیق کرنا بڑی خوبی اور بڑی جوانمردی کا کام ہے یکم فروری ۱۹۱۴ء کا ذکر ہے کہ میں نے مولوی صاحب کی خدمت میں مولوی محرم علی چشتی صاحب کا السلام علیکم کہا بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ چشتی میرے دیرینہ دوست ہیں وہ بڑی خوبیوں کے انسان ہیں ان میں تین باتیں خاص ہیں اور میں ان کی بڑی قدر کرتا ہوں۔

(الف) اخفائے راز یا حفظ اسرار (ب) محبت و ہمدردی صادق (ج) استقلال۔

یہ ظاہر ہے کہ مولوی صاحب اور چشتی صاحب کے عقائد فروعی یا اجتہادی میں ایک حد تک اختلاف ہے باوجود ان اختلافات کے بھی مولوی صاحب اس کا اس وسعت قلبی اور اس کشادہ دلی سے چشتی صاحب کی ان خوبوں کا اعتراف جو واقعی ان کی ذات میں پائی جاتی ہیں ان کی روشن دماغی پر ایک عملی دلیل ہے اور اس بات کا سبق کہ اس روشن دماغی اور کشادہ دلی سے ہم سب کو پیش آنا چاہئے۔

○

''جیسے اور انسان ابتلاء اور تکلیف میں پڑتے ہیں ایسے ہی مولوی صاحب بھی مبتلا ہوتے رہے ہیں کبھی کسی تکلیف میں پڑے اور کبھی کسی میں کبھی قرضہ کی وجہ سے حیرانگی ہوئی کبھی دشمنوں نے گھیرا اور کبھی ماردینے کی خبریں اڑیں یا اڑائی گئیں ان حالات میں بھی مولوی صاحب نے حوصلہ نہیں ہارا وہی آن بان رہی جو تھی۔ غیرت اور حمیت سے جَو بھر بھی نہ سرکے۔ ہمیشہ خدا ہی کا بھروسہ رہا۔''

....

○

............جب پہلے سفر کے وقت ۱۲ سو قرضہ ہوگیا۔ دلی چل نکلے پانچ سو روپیہ ملنے پر دل میں یہ آیا کہ رقم پوری نہیں آئی ابھی وہاں جاتا ہے جہاں یہ کمی پوری ہوگی۔ بھیرہ میں تحصیل دار کو جب پچھاڑا۔ ایک بڑی کثیر جماعت میں جب جموں سے حکماً استعفالیا گیا ایک مہاجن نے جو کچھ کہا اور جو کچھ کہتا تھا اس کے اعادہ سے طبیعت جس استقلال جس ہمت میں اور جس توکل پر رہی باوجود کہ اس شہر میں ہزاروں روپیہ قرضہ بھی دینا تھا وہ اس استقلال اور توکل کا علمی ثبوت ہے جو بعض طبائع ہی رکھتی ہیں۔ یہ نوردین کی ہمت نہ تھی بلکہ اس توکل اس خدا پرستی کا اثر جو نوردین کی فطرت عالیہ میں مودعہ ہے۔ نور



حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے (دائیں طرف نمبر۲ پر) قدرتِ ثانیہ کے پہلے مظہر حضرت حکیم مولانا نورالدین....... دیگر رفقاء کے ساتھ

ماہنا
ایڈیٹ
اس
اداریہ
امام الکلا
کلام الا
عربی منظو
ی منظو
حضرت
اپنے ہم
حیوۃ نورد
حضرت
پبلشر:
پرنٹر: قا
مطبع:
مقام اش

دین باتیں نہیں کرتا بلکہ عمل بھی کر کے دکھاتا ہے اس کی پاک فطرت میں جوہر عمل رکھا گیا ہے۔

سخن عشق نہ آں است کہ آید بزباں ساقیا مے دہ وکوتاہ کن ایں گفت وشنود

○

چونکہ تدین اور تبحر کے ساتھ طبیعت فلسفی رنگ میں بھی ڈوبی ہوئی ہے اس واسطے بعض وقت وعظ ونصیحت میں اس قسم کے نکات فاضلہ سے کام لیا گیا ہے کہ منصف طبائع عش عش کر اٹھتی ہیں۔ وزیر لعل دین کے مکان پر جا کر جس پیرایہ میں نصیحت کی اور جس جرات کے ساتھ۔ وہ خاص طبائع کا ہی حصہ ہو سکتا ہے کیا جامع نکتہ بیان ہوا ہے کہ ہر شخص کے واسطے اپنی زندگی میں کوئی نہ کوئی واعظ موجود ہوتا ہے اگر ایک امیر کے گھر کے پاس کسی دوسرے امیر کا اجڑا ہوا گھر موجود ہے تو موجودہ امیر کے واسطے اس کا نظارہ بھی ایک واعظ ہی ہے کیسا دل ہلا دینے والا نکتہ اور مسکت استدلال ہے اگر اسی پر انسان دھیان رکھے تو چند در چند منہیات سے باز رہ سکتا ہے۔

چہ فرصت ہا کہ گم کردم دریں راہ زبخت خواب ناک غافل خویش

راست گوئی میں مولوی صاحب کی طبیعت بالکل نڈر واقعہ ہوئی ہے اور اب تک اسی پیمانہ پر چلی جاتی ہے۔ باوجودیکہ ضعف وناتوانی نے جسم میں گھر کر لیا ہے مگر روح اور حوصلہ ناتواں اور ضعیف نہیں ہوا ہے۔ اسی آن بان میں ہے صداقت کے اظہار میں صداقت ہی سے صادقانہ کام لیا جاتا ہے۔ کشمیر میں دیوان لچھمن داس صاحب ایسے جری افسر کو پشتونیوں کی دست برد سے جس ہمت اور جس حوصلہ سے روکا وہ مولوی صاحب کی جرات کی ایک زندہ مثال ہے اسی طرح صدہا امیروں نوابوں اور راجوں سے یہ جرات وہمت خطاب اور سلوک رہا۔

○

صفحہ ۱۷۰ سے صفحہ ۲۶۹ تک عطر مجموعہ ہے یہ مجموعہ یا یہ گلدستہ واقعی عطر بیز یا عطر فشاں ہے اور یہ مجموعہ نادرات ان ہی الفاظ میں قلمبند ہوا ہے جو خود مولوی صاحب کی اپنی زبان کے ہیں اس مجموعہ میں ناظرین کو بیسیوں ایسی باتیں ملیں گی جو بڑے بڑے حکیموں اور فلاسفروں کے حصہ میں بھی بہ مشکل آئی ہیں یہ گراں بہا نکات یا قیمتی باتیں چند لفظوں میں بیان کر دی گئی ہیں ایسے روپ میں کہ غبی سے غبی طبیعت اور متعصب سے متعصب انسان بھی اثر کے بغیر نہیں رہ سکتا یہ باتیں اور یہ نکات مشاہداتی ہی نہیں ہیں بلکہ تجربی بھی۔ فلسفی ہی نہیں ہیں بلکہ روحانی بھی۔ اخلاقی ہی نہیں بلکہ تمدنی بھی۔ تمدنی ہی نہیں ہیں بلکہ سوشل اور سیاسی۔ بھی ان نکات سے کیا نکلتا ہے۔

☆ مولوی صاحب کی زود رسی، توکل، خدا پر اعلیٰ بھروسہ تدین۔ ☆ ذہانت۔ ☆ حاضر جوابی۔ ☆ موقعہ شناسی۔ ☆ حسن جواب حسن تبلیغ۔ ☆ کشادہ دلی۔ ☆ وسعت قلبی۔

یہ وہ باتیں اور یہ وہ نکات ہیں جو بعض ہی کا حصہ ہوتے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

اس عطر مجموعہ سے ناظرین مندرجہ ذیل باتیں خصوصیت سے دیکھ سکتے ہیں کہ ان میں مولوی صاحب کی روش کیا رہی ہے۔ (الف) اہل خاندان کے ساتھ (ب) اہل وعیال کے ساتھ (ج) اپنے شباب کے ساتھ (د) احباب کے ساتھ (ہ) اہل وطن کے ساتھ۔

ان شعبوں میں آپ کو بہت سی اس مجموعہ میں سے ایسی باتیں ملیں گی جو ملکی اور قومی جمیعت غیرت اور دور اندیشی کے گُر ہوں گے ساتھ ہی اس کے آپ کو یہ بھی پتہ لگ جائے گا کہ مولوی صاحب کی پاک طبیعت بناوٹ، تصنع، فریب دہی، خوشامد، معیوب وجاہت، جاہ طلبی، خودغرضی، خودپسندی سے کہاں تک نافر رہی ہے اور نافر ہے۔ اور خدا کا فضل وکرم یہ ہے کہ وہی روش اب تک بھی چلی جاتی ہے علم دوستی، علم پروری، علم پڑھی میں گویا ان کی طبیعت اور ان کا مذاق اپنی آپ ہی نظیر ہے ہزاروں روپے کا کتب خانہ ان کی اپنی ہی خرید ہے اور اب تک وہ سلسلہ جاری ہے اور دوسری طرف کھانے پینے اور لباس کا یہ حال ہے کہ دیکھنے سے کوئی اجنبی نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہی نوردین ہے جو زمانہ بھر میں شہرت رکھتا ہے۔ ان کی بیرونی وجاہت اندرونی وجاہت اور اندرونی عظمت اور علو شان کا عکس ہے کیونکہ بایں حالات رعب اور ہی شان لئے ہوئے ہے ایک طرف احسان پروری کی کوئی حد نہیں اور دوسری جانب احسان فراموشی اور احسان خواہی سے طبیعت کوسوں بھاگتی ہے یہ بات کسی نمائش کی غرض سے نہیں بلکہ طبیعت بھی مستغنی واقع ہوئی ہے اور یہ کہ کوئی دوسرا کیوں تکلیف میں پڑے۔ یہ مورخہ ندارد ایک رقعہ مجھے لکھتے ہیں جس کی میں ذیل میں نقل دیتا ہوں۔

مکرم معظم مرزا

یہ کتاب خاکسار نے مرزا محمود احمد سے لے کر کسی ملا کو دی۔ اس نے وہ غیر ناقص کتاب گم کر دی اب مجھے محمود احمد سے حجاب آتا ہے ان کی کتاب کیوں گم ہوئی۔ لکھنو، کانپور، دہلی میں بہت جستجو کی مگر عمدہ بےنقص کتاب نہیں ملی بہاولپور میں شاید اس کا نسخہ مل سکے .. ۱۰ روپے تک میں دے سکتا ہوں۔ آپ لاہور میں سید نادرشاہ کیور باسینٹر سے پتہ لگائیں کتاب بےنقص مل جائے۔ (نورالدین)

جس کتاب تہذیب النحو کا رقعہ بالا میں ذکر کیا گیا وہ حجم میں ۱۴ صفحے کی ہے میری رائے میں ۱ آنے حد ۲ آنے سے اس کی قیمت زیادہ نہیں ہے جس کے بدلہ میں مولوی صاحب .... ۱۰ روپے تک میں خرید لینا چاہتے ہیں تاکہ میاں محمود صاحب کو واپس دی جائے اللہ اللہ کیسی آزاد کیسی غیرت پسند کیسی پُرحق کیسی خیر جو طبیعت واقعہ ہوئی ہے۔ اس رقعہ نے مجھے

اس بات پر آمادہ کیا کہ میں ایسے شخص کی سوانح عمری دیکھوں- ایک فلاسفر کا قول ہے کہ بعض اوقات معمولی اور چھوٹی چھوٹی باتیں اور چھوٹے چھوٹے واقعات ہی بڑی بڑی باتوں اور بڑے بڑے واقعات کی راہ دکھاتے ہیں فتد بر-

○

مشکل سے ایسے لوگوں کے ایسے افعال اور ضبط افعال کو کوئی خود غرضانہ نکتہ چینی سے بدنام کرسکتا ہے اگرچہ نورالدین بھی انسان ہے اور انسانوں ہی میں سے ہے مگر ان انسانوں میں سے ہے جو جامہ انسانیت رکھتے ہیں یا جو انسانیت شناس اور انسانیت کے دلدادہ ہیں-

گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی بین　　　که ناز به فلک و حکم بر ستاره کنم

۲-فروری ۱۹۱۴ء کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ انسان کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہمارے بعد ہماری اولاد کی امداد چندوں، زکوٰۃ اور صدقات سے نہ کی جائے جس طرح میرا حامی خود خدا رہا ہے اسی طرح میری اولاد اور میرے وابستگان کا بھی رہے گا-

یہ وہ بات، وہ توکل، وہ بھروسہ اور وہ قربانی ہے جو ہر کسی سے نہیں ہوسکتی - یہ وہ دردناک اور نتیجہ خیز حکایت ہے جو ہر کوئی نہیں سنا سکتا یا ہر منہ اس قابل نہیں خدا پر بھروسہ اور توکل ہو تو ایسا ہی ہو- یہی شعائر (دین) اور روش مشاہیر (.....) ہے ایسے ہی لوگ عملی رنگ میں (دین حق) کے واسطے ارکان عزم اور اصحاب ارادہ ہیں..................

ادھر یہ صورت اور ادھر یہ کہ اگر کوئی اپنی کمزوری بھی ہے تو چھپائی تک نہیں عطر مجموعہ کے حصہ میں دیکھ لوگے کہ جب کوئی وسوسہ خطیر خاطر ہوا یا کوئی اور ایسی ہی صورت پیش آئی ہے تو اس کا بھی ذکر کر ہی دیا گیا ہے-

صوفیائے کرام اور حضرات اولیائے عظام کی خدمت میں جو کچھ عقیدت ہے اس کا ہر رنگ میں اعتراف ہے چار مشاہیر (......) سے بیعت ہے اور چاروں سے اب تک وہی عقیدت ہے اور اسی ادب و عزت سے ان کا ذکر کیا جاتا ہے جو شروع میں تھا ایک وہ لوگ بھی ہیں جو ایک پیر کے چھوڑنے یا مرنے پر اس کی نسبت عقیدت رکھنا تو درکنار ادب سے نام لینا بھی گوارا نہیں کرتے-

سوچنے والے سوچیں کہ مولوی صاحب کو بزرگانِ دین سے کہاں تک عقیدت اور محبت ہے اور مختلف انساب صوفیائے عظام سے انہیں کیسی اعلیٰ نسبت ہے اسی حسنِ عقیدت کا یہ اثر اور یہ نتیجہ ہے کہ خود مولوی صاحب بھی اسی سلسلہ عظام سے وابستہ ہو چکے ہیں-ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

ز محرماں سرا پردہ وصال شوم　　　ز بندگان خداوند گار خود باشم

حیٰوۃ نورالدین کی قیمت ۴ روپے ہے ہماری رائے میں ہر مذاق کا آدمی ایسی سوانح عمریوں (باقی صفحہ ۲۱ پر)

حضرت مسیح موعودؑ کی آخری نصیحت

مرسلہ: مکرم عبدالمنان محمود صاحب نارتھ کراچی

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں .... حضرت اقدسؑ کے وصال سے قبل آپ کی آخری نصیحت کے بارہ میں فرماتے ہیں:-

''ایک روز غالباً وفات سے دو دن پہلے حضور (حضرت مسیح موعودؑ - ناقل) خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے مکان کے ہال کمرہ میں نماز ظہر وعصر ادا فرما کر تشریف فرما ہوئے - اس وقت حضور کے سامنے پندرہ بیس احباب تھے اور میں بھی حاضر تھا .... اس وقت حضور نے کچھ باتیں بطور نصیحت فرمائیں ان میں سے حضور کے یہ الفاظ مجھے آج تک خوب یاد ہیں کہ:

''جماعت احمدیہ کے لئے بہت فکر کا مقام ہے - کیونکہ ایک طرف تو لاکھوں آدمی انہیں کافر کہتے ہیں دوسری طرف اگر یہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مومن نہ بنے تو ان کے لئے دوہرا گھاٹا ہے -''

حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں -

''جہاں تک مجھے یاد ہے - یہ حضور کی آخری نصیحت یا وصیت تھی - جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا -''　　(الفضل ۱۳ نومبر ۱۹۵۹ء)

(حیات طیبہ صفحہ ۴۵۳-۴۵۴ طبع اول)

اللہ تعالیٰ تمام احباب کو ایسے مومن بنادے جیسے حضرت مسیح موعودؑ چاہتے تھے -

---

(بقیہ از صفحہ ۲۰) سے ایک بلیغ فائدہ اٹھا سکتا ہے کیونکہ اس میں بہت سی باتیں ایسی بیان ہوئی ہیں جو ہر صحیح مذاق کے مطابق ہیں اور جن سے نہائیت کشادہ دلی اور اتقاء کی مثالیں ملتی ہیں - جہاں سے عمدگی اور خوبی مل سکتی ہے وہ ہمیں لینی چاہیئے - صداقت کا میدان بہت وسیع ہے صداقت کسی کی ملکیت نہیں ہر شخص کا حق ہے -

خلقے زبان بہ دعوائے عشقش کشادہ اند　　اے من غلام آں کہ دلش باز باں یکے است

............''

(ریویو آف ریلیجنز فروری ۱۹۱۴ء جلد ۱۳ نمبر ۲)

زمیں پر زندگی بھی آسماں سے آتی ہے
ہوا بہار کی شہرِ خزاں سے آتی ہے

یہ روشنی کی پری سی جو اُڑتی پھرتی ہے
میرے مکان میں، اس کے مکاں سے آتی ہے

کہاں فضا یہ کہاں دعوت الااللہ مگر
میرے ارادوں میں قوت اذاں سے آتی ہے

اے یاد دوستاں! کیا تجھ کو ڈر نہیں لگتا
تو آدھی رات کو کیسے کہاں سے آتی ہے

سفر میں رہنا نہ شکوہ گلہ کوئی کرنا
یہ مشق ظرف تو آبِ رواں سے آتی ہے

تلاش عیب کی خاطر ہی وہ پڑھیں گے ہمیں
نفع کی بات یہ بھی کارِ زیاں سے آتی ہے

لہو کا رشتہ ہو یا دودھ کا، مگر قدسیؔ
کہاں وہ رشتے کی خوشبو جو ماں سے آتی ہے

عبدالکریم قدسیؔ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول..........اور دعائیں

مرتبہ: مکرم محمود مجیب اصغر صاحب انجینیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود.......... کی اطاعت و محبت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو ابتداء سے ہی مجسم دعا بنا دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود.......... نے دعا کے بارہ میں اپنے ایمان اور یقین کا اظہار یوں فرمایا:

''میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔''

(برکات الدعا روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۱)

نیز فرمایا:

''دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں خدا نے مجھے بار بار الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا کے ذریعہ سے ہوگا......'' (سیرت مسیح موعود از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب ۵۱۸)

حضرت خلیفۃ المسیح اول کا بھی یہی عقیدہ اور ایمان تھا چنانچہ آپ نے اپنے خطبات اور تقاریر، دروس القرآن اور تصنیفات میں یہی ذکر فرمایا کہ

''مومن تمام مشکلات کا مقابلہ دعا سے کرتا ہے اور اسی سے کامیاب ہوتا ہے''

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۳۴۶)

جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۸ء پر خطاب: منصب امامت پر فائز ہونے کے بعد آپ نے جو خطاب پہلے جلسہ سالانہ پر فرمایا اس میں اپنی کیفیت کا ان الفاظ میں ذکر کیا:

''.......... چاہو تو یہ سمجھ لو کہ خدا کا فضل یہ کہ ایک ایسا انسان تمہارا امام بنایا جو تڑپ تڑپ کے تمہارے لئے دعائیں کرتا ہے'' (البدر ۲ جنوری ۱۹۰۹ء)

آپ کی دعا کا ایک منفرد واقعہ: آپ کا ایک بڑا ہی عجیب واقعہ تاریخ کے صفحات کی زینت ہے کہ کس طرح ایک شخص اپنی حاجت روائی کے لئے آپ کو دعا کی درخواست کر کے گھر گیا اس کی حاجت تو خدا نے امام وقت کی دعا سے پوری کر دی اور وہ آرام سے سو گیا مگر آپ ساری رات ایک لمحہ بھی نہ سو سکے اور اس شخص کی حاجت روائی کے لئے اللہ کے حضور

مناجات کرتے رہے چنانچہ لکھا ہے۔

''(رفیق) مسیح موعود چوہدری حاکم دین صاحب مرحوم کی بیوی کو پہلے بچہ کی پیدائش کے وقت سخت تکلیف ہوئی چوہدری صاحب رات کے گیارہ بجے حضرت .... کے گھر گئے۔ چوکیدار نے اطلاع دینے سے انکار کر دیا مگر (آپ) نے اندرون خانہ میں آواز سن لی اور آپ نے ایک کھجور پر کچھ پڑھ کر ان کو دیا کہ بیوی کو کھلا دیں اور بچہ پیدا ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع دیں۔

تھوڑی دیر بعد بچی پیدا ہوئی مگر انہوں نے دوبارہ جا کر .... جگانا مناسب نہ سمجھا مگر صبح حاضر ہوئے تو حضرت .... نے فرمایا کہ بچی پیدا ہونے کے بعد تم میاں بیوی آرام سے سو رہے۔ اگر مجھے اطلاع دے دیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا۔ میں تمام رات تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا ہوں'' (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۵۹۲)

حرمین شریفین کا پہلا سفر اور دعا: ابتداء سے ہی آپ کی طبیعت ہمیشہ دعا کی طرف مائل تھی چنانچہ آپ نے جب حرمین شریفین کا پہلا سفر فرمایا تو اس میں بھی کعبہ پر نظر ڈالتے ہی دعا کی۔ آپ فرماتے ہیں:

''میں نے کسی روایت کے ذریعے سنا تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے تو اس وقت کوئی ایک دعا مانگ لو تو وہ ضرور ہی قبول ہو جاتی ہے۔ میں علوم کا تو اس وقت ماہر نہ تھا جو ضعیف و قوی روایتوں میں امتیاز کرتا۔ میں نے یہ دعا مانگی:

''الٰہی میں تو ہر وقت محتاج ہوں۔ اب میں کون کون سی دعا مانگوں۔ پس میں یہی دعا مانگتا ہوں کہ جب ضرورت کے وقت تجھ سے دعا مانگوں تو اس کو قبول کر لیا کر۔

روایات کا حال تو محدثین نے کچھ ایسا ویسا ہی لکھا ہے مگر میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دعا قبول ہو گئی۔ بڑے بڑے نیچریوں۔ فلاسفروں۔ دہریوں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا اور ہمیشہ دعا کے ذریعہ مجھ کو کامیابی حاصل ہوئی'' (مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۱۱)

حروفِ مقطّعات کا علم بذریعہ دعا: آپ کی زبان سے بے ساختہ کئی واقعات قبولیت دعا کے نکلے جن میں سے ایک یہ ہے۔ فرمایا:

''دھرم پال نے جب ترک اسلام کتاب لکھی .... جب دھرم پال کی کتاب آئی اور خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کے جواب کی توفیق دی۔

حروف مقطعات کے متعلق اعتراض تک پہنچ کر ایک روز مغرب کی نماز میں دو سجدوں کے درمیان میں نے صرف اتنا ہی خیال کیا کہ:

مولیٰ! یہ منکر قرآن تو ہے مگر میرے سامنے نہیں۔ یہ مقطعات پر سوال کرتا ہے۔

اس وقت بھی دو سجدوں کے درمیان قلیل عرصہ میں مجھ کو مقطعات کا وسیع علم دیا گیا۔......... میں نے رسالہ نورالدین مقطعات کے جواب میں لکھا اور اس کو لکھ کر میں خود بھی حیران ہو گیا"

(مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۵۴)

دعا کے لئے ایک علیحدہ کمرہ: حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں:

"ابتدائے ایام (امامت) میں آپ اکثر وقت خلوت میں رہتے۔ دعاؤں میں بہت مصروف رہتے۔ دعا کے واسطے آپ کے لئے ایک علیحدہ کمرہ بنا دیا گیا تھا۔ فرمایا کرتے مجھے ایسا معلوم ہوا ہے کہ میرے کندھوں پر ایک بڑا بھاری بوجھ رکھ دیا گیا ہے جس سے میں دبا جاتا ہوں"

(مرقاۃ الیقین صفحہ ۳۰۶)

آپ کی بعض متفرق دعائیں

درس سننے والوں کے لئے دعا: حضرت خلیفہ اول کو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے ساتھ انتہائی درجے کا عشق تھا چنانچہ ایک بار فرمایا:

"آج مجھے بہت جوش پیدا ہوا کہ درس قرآن سننے والوں کے واسطے خصوصیت سے دعا کروں پس جو اس وقت حاضر ہیں ان کے واسطے میں نے بہت بہت دعائیں درس شروع ہونے سے پہلے کی ہیں"

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۵)

ایک مباحثہ میں دعا سے کامیابی: فرمایا:

"مجھے ایک دفعہ ایک نہایت مشکل امر کے واسطے اس دعا سے کامیابی نصیب ہوئی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں لاہور گیا۔ میرے آشنا نے مجھے ایک جگہ لے جانے کے واسطے کہا اور میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کہاں لے جاتا ہے اور کیا کام ہے؟ اس طرح کی بے علمی میں وہ مجھے ایک مسجد میں لے گیا جہاں لوگ جمع تھے۔ قرائن سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کسی مباحثہ کی تیاری ہے۔ میری چونکہ نماز عشاء باقی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ یہ مجھے ایک موقع مل گیا کہ میں دعا

کرلوں - خدا کی قدرت! اس وقت میں نے اس سورۃ (سورۃ الفلق - ناقل) کو بطور دعا پڑھا اور باریک در باریک رنگ میں اس دعا کو وسیع کر دیا اور دعا کی کہ 'اے خدائے قادر و توانا! تیرا نام خالق الاصباح، فالق الحبّ والنویٰ ہے- میں ظلمات میں ہوں- میری تمام ظلمات دور کر دے اور مجھے ایک نور عطا کر جس سے میں ایک ظلمت کے شر سے تیری پناہ میں آ جاؤں- تو مجھے ہر امر میں ایک حجت نیرّہ اور برہان قاطعہ اور فرقان عطا فرما- میں اگر اندھیروں میں ہوں اور کوئی علم مجھ میں نہیں ہے- تو تُو ان ظلمات کو مجھ سے دور کر کے وہ علوم مجھے عطا فرما اور اگر میں ایک دانے یا گٹھلی کی طرح کمزور اور ردی چیز ہوں تو تو مجھے اپنے قبضہ قدرت اور ربوبیت میں لے کر اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا-'

غرض اس وقت میں نے اسی رنگ میں دعا کی اور اس کو وسیع کیا جتنا وسیع کر سکتا تھا- بعد میں نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کی طرف مخاطب ہوا- خدا کی قدرت کہ اس وقت جو مولوی میرے ساتھ مباحثہ کرنے کے واسطے تیار کیا گیا تھا وہ بخاری لے کر میرے ساتھ بڑے ادب سے شاگردوں کی طرح بیٹھ گیا اور کہا یہ مجھے آپ پڑھا دیں- وہ صلح حدیبیہ کی ایک حدیث تھی- حضرت مرزا صاحب کے متعلق اس میں کوئی ذکر نہ تھا لوگ حیران تھے اور میں خدا تعالیٰ کے تصرف اور قدرت کاملہ پر خدا کے جلال کا خیال کرتا تھا- لوگوں نے اس سے کہا کہ یہاں تو مباحثہ کے واسطے ہم لائے تھے، تم ان سے پڑھنے بیٹھ گئے ہو- اگر پڑھنا ہی مقصود ہے تو مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کر دیتے- ان کے ساتھ جموں چلے جاؤ اور روٹی بھی مل جایا کرے گی- وہی شخص ایک بار مجھے ملا اور کہا کہ میں اپنی خطا معاف کرانے آیا ہوں کہ میں نے کیوں آپ کی بے ادبی کی؟ میں حیران تھا کہ اس نے میری کیا بے ادبی کی؟ حالانکہ اس وقت بھی اس نے میری کوئی بے ادبی نہ کی تھی''

(خطبات نور صفحہ ۳۴۰، ۳۴۱)

کامیاب ازدواجی زندگی کے لئے دعائیں اور ایک وصیت: ایک خطبہ نکاح میں فرمایا:

''سب سے پہلی تدبیر یہ بتائی کہ نکاح کی غرض ذات الدین ہو- حسن و جمال کی فریفتگی یا مال و دولت کا حصول یا محض اعلیٰ حسب و نسب اس کے محرکات نہ ہوں- پہلے نیت نیک ہو- پھر اس کے بعد دوسرا کام یہ ہے کہ نکاح سے پہلے بہت استخارہ کرو اور دعائیں کرو- دعاؤں اور استخاروں کے بعد جب نکاح کا موقع آتا ہے تو جو خطبہ اس وقت پڑھا جاتا ہے.......... اس خطبہ میں ہی اس امر کی طرح متوجہ کیا ہے کہ ان دعاؤں سے کام لے.......... نکاح کی مبارکباد کے موقع پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

دعا سکھائی.......... پھر مباشرت کے وقت بھی دعا سکھائی.......... اب جس شخص نے دعاؤں اور استخاروں کے بعد نکاح کیا اس کے خیالات اور ارادوں کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے..........

غرض انسان دعاؤں سے بہت کام لے- اگر کسی شخص سے یہ کوتاہی ہو گئی ہو کہ کوئی اس طریق پر نکاح نہ کر سکا ہو اور اسے دعاؤں کا یہ موقع نہ رہا ہو تو پھر بھی گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے- اس کے لئے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک احسان ہم پر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے لوگ سچے دل سے یہ پڑھیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ- اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَ اخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا (جامع مسلم کتاب الجنائز) میرا ایمان ہے اگر کوئی شخص سچے دل سے یہ دعا پڑھے اور استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ ان غلطیوں کے بُرے نتائج سے اسے محفوظ رکھے گا- غرض نکاح میں ان امور کو مدنظر رکھو اور ضرور رکھو- ان باتوں کو دوسرے لوگوں تک پہنچا دو-'' (خطبات نور صفحہ ۵۱۸ تا ۵۳۰)

میری دعائیں عرش میں سنی جاتی ہیں: آپ کے خلاف فتنوں نے سر اٹھایا تو آپ نے متعدد موقعوں پر منافقوں کو سمجھایا اور تنبیہات فرمائیں- ایک موقع پر فرمایا:

''تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں- تم خلافت کا نام نہ لو- مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے- اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے-

دیکھو! میری دعائیں عرش میں سنی جاتی ہیں- میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے- میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو- توبہ کرو.......... تھوڑے دن صبر کرو- پھر جو پیچھے آئے گا اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کرے گا'' (بدر ۲۸ جون ۱۹۱۲)

اپنے بعد آنے والے کے لئے دعا: فرمایا:

''الٰہی ہم پر ہر طرف سے غدر ہو گیا.......... تو ان میں ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوت جاذبہ ہو وہ کاہل و سست نہ ہو- ہمت بلند رکھتا ہو- دعاؤں کا مانگنے والا ہو- تیری تمام یا اکثر رضاؤں کو پورا کیا ہو- قرآن و حدیث سے باخبر ہو- پھر اس کو ایک جماعت بخش اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو- تباغض ان میں نہ ہو- اس جماعت کے لوگوں میں خوب ہمت اور استقلال ہو- قرآن و حدیث سے واقف ہو- ابتلاء تو ضرور آئیں گے ان ابتلاؤں میں ان کو ثابت قدمی عطا فرما- ان کو

(بقیہ صفحہ ۳۷ پر)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ **انصار اللہ**

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

ہجرت ۱۳۸۰ ہش

مئی ۲۰۰۱ء

جلد نمبر-------۴۲

شمارہ نمبر--------۵

اس شمارہ میں

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

شرح چندہ

پاکستان: --------- ستر روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ: --------- سات روپے

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے (۱) تین طرف نمبر ۲ پر) قدرت [illegible] پہلا مظہر حضرت حکیم مولانا نور الدین...... دیگر رفقاء کے ساتھ

قدرت ثانیہ.........ایک نعمتِ عظمیٰ

مرسلہ ہومیوڈاکٹر مکرم بشیر حسین تنویر صاحب فیصل آباد

خدا تعالیٰ کی قدیم سے سنت جاری ہے کہ وہ دو قدرتیں دکھلاتا ہے ایک اپنے نبیوں کے ذریعہ اور دوسری قدرت ثانیہ-

قرآن حکیم میں اہل ایمان اور عمل صالح رکھنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ

''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور عمل صالح بجالانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں ضرور خلیفہ بنائے گا -- جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا-

(سورۃ النور آیت ۵۶)

اس دور میں جماعت احمدیہ ہی وہ خوش قسمت جماعت ہے جو اس نعمت سے مالا مال ہے- چنانچہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اس سنت کا اظہار فرمایا ور جماعت احمدیہ میں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا- مامورِ زمانہ مہدی دوراں حضرت مسیح موعود.........فرماتے ہیں-

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے- کیونکہ وہ دائمی ہے- جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا'' (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰)

صدیوں سے یہ سلسلہ منقطع ہو جانے کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ....فرماتے ہیں-

''اس کی وجہ یہی تھی کہ مسلمانوں نے خلافت کی قدر نہ کی اور اس کی خاطر قربانی کرنے سے انہوں نے دریغ کیا-'' (مشعل راہ صفحہ ۸۰۷)

آج برصغیر پاک و ہند کے اخبارات ورسائل اس موضوع پر مضامین چھاپتے رہتے ہیں- مختلف طبقات کی طرف سے خلافت کی ضرورت و اہمیت بیان ہو رہی ہے- ہر کوئی خلیفہ بننے اور بنانے پر تلا ہوا ہے- سید ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں-

''اس وقت عالمِ اسلام خلافت کے اس ضروری ادارے اور اس مبارک نظام سے محروم ہے جس کے قیام کے مسلمان مکلف بنائے گئے تھے اور جس سے محرومی کا جرمانہ وہ مختلف شکلوں میں ادا کر رہے ہیں-'' (تعمیر حیات لکھنو انڈیا)

خدا تعالیٰ کے افضال و انوار کی بارش جماعت احمدیہ پر ہو رہی ہے انہی میں سے ایک انعام قدرت ثانیہ کا ہے-

ہمارے بزرگوں نے قدرت ثانیہ کے مظہر اول اور ثانی دیکھنے کی بھی سعادت پائی - مظہر ثالث اور اب مظہر رابع کا دور موجودہ نسل کو بھی نصیب ہوا ہے - اب ایک مبارک وجود ہماری راہنمائی کے لئے موجود ہے -

سیدنا حضرت مصلح الموعود .... ہمیں نصیحت فرماتے ہیں

''تم خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو اور ہمیشہ اپنے آپ کو (قدرت ثانیہ) سے وابستہ رکھو -
اگر تم ایسا کرو گے تو (قدرت ثانیہ) تم میں ہمیشہ رہے گی - (مشعل راہ صفحہ ۶۶۴)

آج اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس نعمت سے نوازا ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس کی قدر کریں - امام وقت سے اپنا تعلق مضبوط رکھیں - امام کی باتوں پر بغور کان دھریں ان باتوں کو سنیں ان پر عمل کریں اور اطاعت کا ایسا نمونہ دکھائیں جو ہمارے اسلاف سے ہمیں ورثہ میں ملا ہے - ہمارے بزرگوں کے نمونے ہمارے سامنے ہیں کہ انہوں نے اپنے آقا کی خاطر گھر بار اور کاروبار سبھی کچھ چھوڑ دیا -

آج خدا تعالیٰ نے امام ہمام سے ہمارے تعلق کو مضبوط بنانے کے ذرائع بھی پیدا کر دیئے ہیں - آج ایم ٹی اے (M.T.A.) کا نشریاتی رابطہ ہمیں عطا ہو گیا ہے - ڈش انٹینا گھروں میں دستیاب ہو تو ٹی وی کا بٹن دبانے کی ضرورت ہے - کسی نہ کسی رنگ میں امام وقت ہمارے سامنے موجود ہوتے ہیں - ان کی زبان مبارک سے علم و حکمت کی باتیں، خطبات جمعہ، مجالس سوال و جواب، اردو کلاس، لقاء مع العرب، ترجمۃ القرآن کلاس، مختلف عمر کے بچوں اور بچیوں کے پروگرام ملاقات، مختلف رنگ و نسل کے احباب سے ملاقات کی صورت میں ہم تک پہنچ رہی ہیں - ہومیو پیتھی طریق علاج کے بارے میں ہدایات و مشورے ایک ماہر ہومیو پیتھ سے بھی بڑھ کر دیتے ہیں اور خدمتِ خلق کے لئے اس فن کو فضاؤں میں بکھیر رہے ہیں - اللہ کرے ہم میں سے ہر فرد جماعت اس رابطہ کے ذریعہ سے حتی المقدور فائدہ اٹھائے -

رابطہ کا ایک ذریعہ دعائیہ خطوط بھی ہے - ہماری کوشش ہونی چاہیئے کہ ہم اپنی خوشی کا ہر لمحہ اپنے امام کے ساتھ گذارنے کے لئے خوشخبریوں پر مبنی اطلاعات دیں - دعوت الی اللہ میں کامیابیوں کی خوشیاں - گھروں کی خوشیاں، جماعتوں کی خوشیاں، خدمت خلق کی رپورٹ پر مبنی خوش خبریاں حضور انور کو دیں - ہم اپنے غم بھی اپنے پیارے امام کو بتائیں مگر ان پر غموں کا بوجھ اتنا نہ ڈالیں کہ وہ ہمارے غموں سے نڈھال ہی ہو جائیں - بیماری کی اطلاع بھی دیں مگر تشویشناک صورت نہ بنا دیں - خط و کتابت اختصار کے ساتھ کریں کیونکہ اب اللہ کے فضل و کرم سے ہزاروں نہیں بلکہ کروڑوں کی باتیں ان تک پہنچ رہی ہیں - ان کے قیمتی وقت کا ہمیں خیال رکھنا ہوگا - خود بھی اپنے پیارے امام کے لئے دن رات دعاؤں میں مگن رہیں کیونکہ ان کا ہمارے اوپر حق ہے کہ ہم ان کی صحت و سلامتی اور مقاصد عالیہ میں کامیاب عمر دراز کے لئے دعائیں کریں - اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت عظمیٰ کی قدر اور مضبوط تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور عظیم الشان برکات سے متمتع فرمائے (آمین)

غزل

دن ڈھلے یاد تیری آئی ہے
تیری یادیں ہیں اور جدائی ہے

وہ وقت گذرا ہے کتنے کربوں میں
ہر طرف شور ہے دُہائی ہے

لوگ کہتے ہیں جانے کیا کیا کچھ
میں نے تو جان ہی گنوائی ہے

خواب دیکھا تھا میں نے جینے کا
میری کشتی کیوں ڈگمگائی ہے؟

آ جا پل بھر میں دیکھ لوں تجھ کو
زندگی اپنی نہیں پرائی ہے

جان تم پر نثار کرتا ہوں
قسم مرنے کی میں نے کھائی ہے

نثار باجوہ ایڈووکیٹ

بسلسلہ انصار ''سلطان القلم''

حضرت سید میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی ...... کی علمی خدمات

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تائید میں نثر اور نظم پر مشتمل کتب ورسائل

تحقیق وتحریر: احمد طاہر مرزا صاحب بدوملہوی

مختصر سوانحی خاکہ:

- آپ ۱۸۵۹ء میں پیدا ہوئے (علامہ اقبال کے استاد مولوی میر حسن شاہ صفحہ ۱۵)
- آپ کے والد ماجد کا نام حضرت حکیم حسام الدین (۱۸۳۹ء-۱۹۱۳ء) (مولوی سید میر حسن صاحب صفحہ ۱۵)
- دادا کا نام میر فیض (۱۷۹۵ء-۱۸۵۷ء) اور پردادا کا نام میر ظہور اللہ تھا (مولوی سید میر حسن صاحب صفحہ ۱۵)
- حضرت حامد شاہ صاحب نے سکاچ مشن سکول میں تعلیم حاصل کی ۱۸۷۷ء میں مڈل کا امتحان پاس کیا (لاگ بک سکاچ مشن ہائی سکول سیالکوٹ- رپورٹ ۸ مئی ۱۸۷۷ء بحوالہ اقبال کی ابتدائی زندگی صفحہ ۲۹۷) اور اس کے بعد ڈی سی آفس سیالکوٹ میں ملازم ہوگئے- جموں کشمیر کی کچہریوں میں بھی ملازمت اختیار کی-
- سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بیعت کا شرف حاصل کیا-
- حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ضمیمہ انجام آتھم میں ۳۱۳ احباب کی فہرست میں آپ کو تیرہویں نمبر پر رقم فرمایا-
- ایک روایت کے مطابق علامہ سر محمد اقبال نے حضرت میر صاحب سے انگریزی کا پہلا سبق لیا تھا (روایات اقبال صفحہ ۴۵)
- آپ نظم ونثر اور تقریر میں کمال رکھتے تھے-
- حضرت میر صاحب نے علامہ اقبال کو احمدیت کا پیغام پہنچایا اور اس کا اظہار منظوم کلام میں فرمایا-
- آپ نے ۱۸۹۰ء سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعاوی کی تائید اور آپ کی صداقت پر کتب لکھنا شروع کیں
- عوام الناس میں آپ صوفی، صاف گو انسان، حق پرست مشہور تھے- لوگ آپ کا بڑا احترام کرتے تھے (روایات اقبال صفحہ ۴۶)
- سیالکوٹ کے مشاعروں میں اپنے حسین کلام کی بدولت داد تحسین وصول کرتے تھے- (''اقبال کی ابتدائی زندگی'' باردوم اقبال اکادمی لاہور ۱۹۹۴ء صفحہ ۲۵۴)
- حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب کے مخالف لٹریچر کا جواب دینا بھی آپ کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو تھا-
- آپ کا وصال ۱۵ نومبر ۱۹۱۸ء کو سیالکوٹ میں ہوا- (الفضل قادیان ۲۳ نومبر ۱۹۱۸ء)

○ حضرت خلیفة المسیح الثانی .... کے ارشاد پر آپ کا جسد خاکی قادیان لایا گیا جہاں تدفین عمل میں آئی (الفضل قادیان ۲۳ نومبر 1918)

○ سہ روزہ الفضل قادیان نے آپ کے وصال پر لکھا

''آپ نے عین جوانی میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ (حضرت) میر صاحب مرحوم نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بیعت میں داخل ہونے کے دن سے لے کر آخری روز تک اپنی جس قوت ایمانی اور جوش دین کا ثبوت دیا ہے وہ محتاج بیان نہیں (الفضل قادیان ۲۳ نومبر 1918)

''حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی ان خوش قسمت اور قابل رشک بزرگوں میں سے ایک بزرگ تھے۔ جو حضرت مسیح موعود (......) کو قبول کر کے ایمان (......) کی لازوال دولت سے مالا مال ہوئے۔ انہوں نے اپنی طبع سلیم اور پاک فطرت کے ذریعے حضرت مسیح موعود کو پہچانا۔ جب کہ ایک ظاہر بین انسان ہرگز ہرگز ان کامیابیوں کو نظر میں نہیں لا سکتا تھا۔ جو بعد میں خدا کے مسیح کو حاصل ہوئیں''

(الفضل قادیان ۲۳ نومبر 1918ء)

○ ○ ○

○ سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت میر صاحب کی بابت فرماتے ہیں:

''میں امید کرتا ہوں کہ وہ (دین حق) کی تائید میں اپنی نظم و نثر سے عمدہ عمدہ خدمتیں بجا لائیں گے .... مجھے نہایت خوشی ہے کہ وہ میرے پرانے دوست میر حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ کے خلف رشید ہیں (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳)

حضرت میر حامد شاہ صاحب کے چچا حضرت مولوی سید میر حسن شاہ صاحب (علامہ اقبال کے استاد) نے حضرت میر حامد شاہ صاحب کے وصال کے موقعہ پر کہا۔

''آج ہمارے خاندان سے تقویٰ اور پرہیزگاری رخصت ہوگئی۔ حامد شاہ میرے بھتیجے تھے۔ ان کی ساری زندگی میرے سامنے ہے۔ اور اس میں ایک بات بھی ایسی نہیں نکل سکتی جس پر انگلی رکھی جا سکے۔''

(مولانا عبدالمجید سالک ''ذکر اقبال'' صفحہ ۲۸۷)

آپ کی کتب و رسائل کا اجمالی تعارف

(۱) **لیکچر اسلام:** منشی غلام قادر صاحب فصیح نے پنجاب پریس سیالکوٹ سے تین لیکچر شائع کئے پہلا گناہ دوسرا لیکچر

موت جب کہ تیسرے لیکچر کا نام اسلام تھا۔ اول دونوں لیکچر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی .... کے ہیں جب کہ یہ تیسرا لیکچر حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی .... کا ہے۔ آپ نے یہ لیکچر انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے جلسہ عام میں دیا۔ اس لیکچر کا طرز بیان نہایت عمدہ ہے نیز بدعات قبیحہ کا استیصال کیا گیا ہے (از کتاب مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ آخری صفحہ کا پشتہ)

(۲) القول الفصل وماھو بالھزل: مولوی ابوسعید محمد حسین کے براہین احمدیہ۔ ریویو پر ریویو۔ یہ کتاب پہلی بار پنجاب پریس سیالکوٹ سے منشی غلام قادر صاحب فصیح کے اہتمام سے ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی۔ جو ۱۱۲ صفحات پر مشتمل چھوٹی تقطیع پر ہے۔ یہ کتاب حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب حضرت حکیم فضل الدین بھیروی اور حضرت چوہدری محمد بخش صاحب سیالکوٹ نے خرید کر مفت تقسیم کی۔ کتاب کے ابتدائی چار صفحات اردو منظوم میں ہیں۔ جن میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت اور دعاوی کی طرف عوام کو توجہ دلائی گئی ہے۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں

ذرا جاگو تو اے اہل زمانہ خوشی کا گاؤ سب مل کر ترانہ
اٹھو اور خواب غفلت سے ہو بیدار
دیا وعدہ رسول حق نے جس کا امام اپنا وہ آیا ہم نے مانا
مصلح کوئی مانے نہ مانے خوش رہے وہ فقیروں کی صدا ہے عاجزانہ

اصل کتاب کے ۱۰۸ صفحات ہیں جس میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے براہین احمدیہ پر ریویو اشاعۃ السنہ نمبر ۶۔۷ بابت ماہ جون جولائی اگست ۱۸۸۴ء جلد نمبر ۷ ریویو کے ۸۷ صفحات پر بحث کی گئی ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے طویل ریویو میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو جہاں خراج عقیدت پیش کیا وہاں آپ کے کشوف والہامات کی تائید میں گذشتہ اور سابقہ بزرگان صوفیاء اور مجددین کے کئی کشوف والہامات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تائید میں پیش کئے۔ تاہم جب ۱۸۹۰ء کے اوائل میں فتح اسلام توضیح مرام اور ازالہ اوہام شائع ہوئی جس میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے وفات مسیح اور مسیح موعود کا کشوف والہامات الٰہیہ کی بنا پر دعویٰ کیا تو انہی مولوی صاحب نے فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام پر ایک اور لمبا چوڑا ریویو لکھا اور مسیح کے آسمان پر زندہ ہونے کے مزعومہ نظریات پیش کئے اور اپنے عظیم الشان ریویو براہین احمدیہ کو بھی رد کر دیا۔ اس کتاب میں حضرت میر صاحب نے براہین احمدیہ کے ریویو کے مطابق نیز ازالہ اوہام کے ریویو کی متضاد باتوں کی رُو سے مولوی صاحب کے عقائد کا رد کیا ہے۔ نیز حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مثیل مسیح اور وفات مسیح کے دعاوی کی تائید میں نصِ صریح سے دلائل پیش کئے ہیں اس کتاب کا شمار حضرت بانی سلسلہ عالیہ کی تائید میں لکھی جانے والی کتُب میں

سے ابتدائی کتب میں ہوتا ہے۔

(۳) جنگ مقدس کا فوٹو: حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی یہ کتاب پہلی بار سات صد کی تعداد میں مفید عام پریس سیالکوٹ سے ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ مفید عام مطبع کے مالک حضرت منشی کریم بخش صاحب سیالکوٹی تھے۔ یہ کتاب ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ جن میں سولہ صفحات منظوم کلام کے ہیں۔

۱۸۹۲ء میں امرتسر کے مقام پر عیسائیوں کے ساتھ ایک تاریخی مناظرہ ہوا۔ جس میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مدّ مقابل عبداللہ آتھم اور ہنری مارٹن کلارک تھے۔ اس مناظرہ کی مکمل روئیداد سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ''جنگ مقدس'' کے نام سے شائع کی۔

حضرت میر حامد شاہ سیالکوٹی نے اپنی کتاب میں اس مناظرہ کی مکمل روئیداد پیش کی ہے نیز فریقین کا تذکرہ بھی کیا حضرت اقدسؑ کے قیام امرتسر اور جنڈیالہ تشریف لے جانے کی روئیداد بھی رقم کی ہے۔ یہ مباحثہ ماہ مئی جون ۱۸۹۳ء میں پندرہ روز جاری رہا۔ اردو منظوم کلام میں سارے جلسہ کی روئیداد پیش کی گئی ہے۔ (۱) جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد نمبر ۶ صفحات ۸۳ تا ۹۳ (۲) حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی، جنگ مقدس کا فوٹو بار اول، سیالکوٹ مفید عام پریس)

(۴) الجواب: بار اول اکتوبر ۱۸۹۳ء مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں منشی غلام قادر صاحب فصیح کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ اس کتاب کے ۴۸ صفحات ہیں۔ یہ کتاب مفت تقسیم کی گئی۔

اس کتاب میں شیخ سراج الدین احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ آفس و پوسٹ آفس ریاست جموں و کشمیر کے اس مضمون کا جواب دیا گیا ہے جو انہوں نے حضرت اقدسؑ کی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' (مطبوعہ فروری ۱۸۹۳ء) کی بابت پرچہ اخبار قومی مخزن مجریہ اگست ۱۸۹۳ء میں شائع کرائے تھے۔

شیخ سراج الدین صاحب نے حضرت اقدسؑ کی کتاب میں مندرجہ مضامین خصوصاً ملائکہ نجوم و فلکیات وفات مسیح دعاوی وغیرہ پر اعتراضات کئے ہیں کہ ان کے نظریات عرف عامہ سے متعارض ہیں نیز یہ کہ آپ کے نظریات سرسید احمد خان صاحب سے ماخوذ ہیں۔ حضرت میر حامد شاہ صاحب نے تمام اعتراضات کا ترکی بہ ترکی جواب دیا ہے۔ نیز ایک اصولی بات .... کی ہے کہ حضرت اقدسؑ کے تمام نظریات اور دعاوی مبنی بر وحی والہام ہیں۔

(۵) مسدس مسمّی بہ احقاق حق: اردو منظوم کلام ہے جو کہ ۲۰ صفحات اور ۲۰۰ سے زائد اشعار پر مشتمل ہے جس میں سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت منظوم کلام میں پیش کی گئی ہے۔ نیز سیدنا حضرت بانی سلسلہ کے دعاوی کو منظوم اردو میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پنجاب پریس سیالکوٹ سے شائع ہوئی اور پہلی بار کی اشاعت حضرت مولوی

عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی کتاب ''القول الفصیح'' کے ساتھ شائع ہوئی - یہ کتاب ۱۸۹۱-۱۸۹۲ء کی شائع شدہ ہے-

(۵) واقعہ ناگزیر سید خصیلت علی شاہ صاحب مرحوم انسپکٹر پولیس: یہ کتاب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص مرید حضرت سید خصیلت علی شاہ.......... کی سیرت و سوانح پر مشتمل ہے- جو پہلی بار مطبع انوار احمدیہ قادیان سے شائع ہوئی - اس کے ناشر حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب تھے کتاب کے کل صفحات ۴۵ ہیں- حضرت سید خصیلت علی شاہ کا ''انجام آتھم'' کی فہرست تین صد تیرہ میں سے ۲۲۶ نمبر پر نام آتا ہے- حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ایک فدائی مخلص کے مختصر حالات زندگی- آپ کی ڈائری سے آپ کے بعض کشوف و کرامات اور سیرت کے بعض پہلو اس کتاب کا موضوع ہیں- ۵ ستمبر ۱۸۹۸ء کو آپ کا وصال ہوا-

اس کتاب میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بعض مکتوبات بھی شامل ہیں- جو حضور نے آپ کے افراد خاندان کو بغرض تعزیت رقم فرمائے- آپ کا جنازہ حضرت اقدسؑ نے ۹ ستمبر ۱۸۹۸ء کو پڑھایا- آپ کے وصال پر حضرت رستم علی صاحب اور حضرت سید محمد علی صاحب نے فارسی مرثیے لکھے جو کہ کتاب میں شامل کئے گئے ہیں-

(۷) سخن معقول: حضرت میر صاحب کا یہ اردو منظوم کلام آٹھ صفحات پر مشتمل ہے- یہ کلام پہلی بار غالباً ۱۹۰۱ء کو شائع ہوا اس کلام کا تیسرا ایڈیشن مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے حضرت حکیم فضل الدین صاحب بھیروی کے زیر اہتمام سے شائع ہوا - اس منظوم کتاب میں قریباً ایک سو تیس اشعار ہیں-

جس میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت عقلی و نقلی دلائل سے پیش کی گئی ہے اور عوام الناس کو نصائح کی گئی ہیں- نمونہ کلام پیش ہے-

خدا کے ذکر سے ملتی دلوں کو شادمانی ہے	میں سچ کہتا ہوں یہ سچی صدائے آسمانی ہے
قلوب مومنین اس سے ہی اطمینان پاتے ہیں	جنہیں راحت نہیں اس سے انہیں مرض نہانی ہے

(۸) دعوت دھلی: یہ مثنوی ۱۰ صفحات پر مشتمل ہے جو ۴۰۰ کی تعداد میں مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے دوسری بار حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیروی کے زیر اہتمام شائع ہوئی - بار دوم کی تاریخ اشاعت ۶ ستمبر ۱۹۰۳ء رقم ہے-

۱۲۰۰ اشعار پر مشتمل اس مثنوی میں دہلی والوں کو دعوت دی گئی ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی دعوت پر ایمان لائیں- حضرت بانی سلسلہ ایک مباحثہ کے لئے جب دہلی تشریف لے گئے تو اس موقع پر یہ مثنوی کہی گئی- حضرت بانی سلسلہ کی صداقت منظوم کلام میں دہلی والوں کو مخاطب کر کے پیش کی گئی ہے- اس کتاب کا اول ایڈیشن ۱۸۹۰ء کے بعد عشرہ کا ہے-

اس ایڈیشن کے ساتھ مولوی ابو یوسف مبارک علی سیالکوٹی کی کتاب مثنوی تنبیہہ العلماء بھی شائع ہوئی جو کہ ۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۹) النصح: حضرت میر صاحب سیالکوٹی کا یہ منظوم کلام ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اردو منظوم کلام حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے انوار احمدیہ پریس قادیان سے شائع کیا۔ اس کلام کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۰۴ء کو انوار احمدیہ پریس قادیان سے شائع ہوا۔ یہ منظوم کلام صداقت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر مشتمل ہے۔ سچے مامور کا معیار جو کتب مقدسہ میں بیان کیا گیا ہے اس کا اطلاق حضرت بانی سلسلہ کے دعاوی پر کیا ہے۔ نیز عمومی نصائح کی گئی ہیں۔

نمونہ کلام:

خدا کے ذکر سے ملتی دلوں کو شادمانی ہے　　　میں سچ کہتا ہوں یہ سچی صدائے آسمانی ہے

(۱۰) قصائد حامد: مورخ احمدیت حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی نے ''محامد المسیح'' کے نام سے ایک منظوم کتاب مرتب فرمائی جو پہلی بار ۴۰۰ کی تعداد میں ۲۸ جنوری ۱۹۰۵ء مطبع انوار احمدیہ قادیان سے شائع ہوئی۔

اس کتاب میں حضرت میر صاحب کے ۵ قصائد شامل ہیں جو کہ ۲۱ صفحات پر مشتمل ہیں۔ ان اشعار میں حضرت اقدسؑ کی صداقت کا اظہار اور احباب کے اخلاص وشمائل کا تذکرہ ہے۔ نیز علامہ اقبال کی ایک نظم کا منظوم جواب بھی ہے۔ دوسرے قصیدے میں اہل قادیان کے نام عرض کرتے ہیں:-

مبارک ہیں جنہوں نے قادیان میں گھر بنایا ہے　　　جوار مہدی مسعود میں ڈیرہ لگایا ہے

ہم نشینوں اب بھلا تکرار کیا　　　حق کے بھیجے سے ملے یہ اصرار کیا

(۱۱) جام عرفان: اس کتاب میں حضرت میر صاحب کی وہ نظمیں شامل ہیں جو آپ نے لاہور کے عظیم الشان جلسہ میں بجواب لیکچر ہائے مسیحی پڑھیں۔ یہ جلسہ دسمبر ۱۹۰۹ء کے آخری عشرہ میں ہوا۔ اور یہ منظوم کلام جام عرفان کے نام سے پہلی بار حسب فرمائش ملک محمد دین صاحب افسر انہار ریاست بہاولپور مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور سے شائع ہوا۔ جام عرفان کے کل بیس صفحات ہیں۔ نظم کا مطلع یہ ہے:

بندے خدا کے بیٹھے ہیں یاد خدا کریں　　　جو حق بندگی ہے وہ مل کر ادا کریں

(۱۲) رباعیات حامد: حضرت میر صاحب کا یہ منظوم کلام جلسہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے موقعہ پر پیش کیا گیا۔ جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا یہ جلسہ ۱۹۱۰ء میں منعقد ہوا۔ یہ منظوم کلام مشتمل بر رباعیات پہلی بار قومی پریس سیالکوٹ سے

۱۹۱۰ء سید محمد زمان شاہ کے زیر اہتمام شائع ہوا- رباعیات کا موضوع صداقت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ہے-

(۱۳) **گلزار احمد:** حضرت میر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی حیات طیبہ پنجابی منظوم کلام بطرز وارث شاہ رقم فرمائی - اس پنجابی منظوم کلام کا دوسرا ایڈیشن پاکستان میں ظفر بک ڈپو ربوہ نے شائع کیا - یہ حصہ ۱۵۶ صفحات پر مشتمل ہے- جن میں ۲۲ عناوین کے تحت پنجابی منظوم کلام میں سیدنا حضرت اقدسؑ کی سوانح اور سیرت کا اجمالی نقشہ کھینچا ہے- منظوم کلام کے جو ذیلی عناوین بنائے گئے ہیں ان میں سلام بر حضرت احمد، مسیح و مہدی کا دعویٰ، علماء سے مقابلہ، محمد حسین بٹالوی، نذیر حسین دہلوی، مولوی نظام الدین کی بیعت، مولوی غلام نبی خوشابی کی لدھیانہ آمد، مباحثہ لدھیانہ، مباحثہ دہلی، بٹالوی کا فتویٰ کفر، سائیں گلاب شاہ کی شہادت، حضرت غلام فرید چاچڑاں شریف اور پیر جھنڈے والے کی تصدیق، حضرت فقیر صاحب میاں محمود کی کشفی شہادت ہے- اسی طرح حضرت اقدس کا مخالفوں سے مباہلہ، مسیحیوں سے مقابلہ، جنگ مقدس اور عبداللہ آتھم سے مباحثات بھی شامل ہیں- نہایت پُر اثر اور خوبصورت منظوم کلام ہے-

---

(بقیہ از صفحہ ۲۷)

ایسے ابتلاء نہ آئیں جوان کی طاقت سے باہر ہوں'' (الحکم ۷ اپریل ۱۹۱۴ء)

دعا کے متعلق آپ کی نصائح: دعا کے متعلق آپ نے بعض اہم نصائح کرتے ہوئے فرمایا:

''سارے مذہب دعا کو مانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ جب بندہ اپنے مولیٰ سے کچھ مانگتا ہے تو اسے کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے- گو مانگنے کے مختلف طریق ہیں مگر مشترک طور پر یہ سب مانتے ہیں کہ جو مانگتا ہے وہ پاتا ہے-'' (خطبات نور صفحہ ۱۳۸-۱۳۹)

''بات بھی یہی حق ہے کہ دعا ہی سے بیڑا پار ہوتا ہے-'' (خطبات نور صفحہ ۳۲۴)

''دعا ہی تمام کامیابیوں کی جڑ ہے- دیکھو قرآن شریف کی (ابتداء) بھی دعا ہی سے ہوتی ہے- انسان بہت دعائیں کرنے سے منعم علیہ بن جاتا ہے- دکھی ہے تو شفا ہو جاتی ہے- غریب ہے تو دولت مند، مقدمات میں گرفتار ہے تو فتح یاب- بے اولاد ہے تو اولاد والا ہو جاتا ہے- نماز روزہ سے غافل ہو تو ایسا دل دیا جاتا ہے کہ خدا کی محبت میں مستغرق رہے- اگر کسل ہے تو اسے وہ ہمت دی جاتی ہے جس سے بلند پروازی کر سکے- کاہلی سستی ہے تو اس سے یہ بھی دور ہو جاتی ہے ہر مرض کی دعا ہر مشکل کی مشکل کشا یہی دعا ہے-'' (خطبات نور صفحہ ۲۷۷)

اداریہ

سلسلہ احمدیہ میں قدرتِ ثانیہ کا ظہور

اللہ تعالیٰ اپنے مامورین کے ذریعہ سے جو آسمانی وعدے فرماتا ہے انہیں اپنی تائید و نصرت کے ذریعہ پورا کرتا ہے۔ الٰہی سلسلہ کے غلبہ کا زمانہ ایک مدت کا متقاضی ہے اور یہ ایک مامور کی محدود زندگی میں منصۂ شہود میں نہیں آتا اس سلسلہ کی شوکت اور مضبوطی ایک لمبا عرصہ چاہتی ہے اس لئے قدیم سے اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ اپنے مامورین کے ذریعہ اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلاتا ہے۔ وہ اپنے مامور کے ذریعہ ان مقاصد عالیہ کی داغ بیل ڈالتا ہے جو اس کیلئے نوشتہ تقدیر ہوتی ہے اور پھر جب وہ مقدس وجود دنیا سے اٹھ جاتا ہے اور مخالفین اس مامور زمانہ کے بعض نامکمل کاموں پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی دوسری قدرت کے ذریعہ اپنے قائم کردہ سلسلہ کو تقویت دیتا اور تمکنت بخشتا ہے۔ اور غلبہ حق کی تکمیل ان وجودوں کے ذریعہ فرماتا ہے جو قدرتِ ثانیہ کے مظہر ہوتے ہیں۔ اسی آسمانی وعدہ کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

> ''سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے.......... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا۔ تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''
>
> (رسالہ الوصیت صفحہ ۷ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵)

قدرتِ ثانیہ--- وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس کے ساتھ غلبہ حق مقدر ہے اور اس غلبہ کی تکمیل ایک لمبے عرصہ پر ممتد ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

> ''خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے........ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔''
>
> (رسالہ الوصیت صفحہ ۷-۸ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵-۳۰۶)

اس آسمانی بشارت کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد قدرتِ ثانیہ کا ماہتاب طلوع ہوا اور اس طرح دائمی وعدہ کا وقت آگیا جو جماعت احمدیہ کے صاحبِ ایمان اور عملِ صالح پر قائم ہونے پر عظیم الشان دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں ہمیشہ اس نعمتِ عظمیٰ سے وابستہ رکھے۔ اور اس کی برکات سے نوازے۔ آمین۔

تحریک وقفِ زندگی و داخلہ جامعہ احمدیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق فرماتے ہیں:

''میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں۔ ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اس کام کے لئے پیش کیا جائے۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے ہر سال کم از کم پچاس طالبعلم آنے چاہئیں۔ سو ہوں تو بہتر ہے۔''

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آئندہ سو سالوں میں دینِ حق نے جس کثرت سے ہر جگہ پھیلنا ہے اس کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں۔ ایسے واقفینِ زندگی چاہئیں جو خدا کی راہ میں حضرت محمد ﷺ کے غلام ہوں۔ ہر طبقہ زندگی سے کثرت کے ساتھ واقفینِ زندگی چاہئیں۔''

جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت ۱۹۶۱ء کا فیصلہ ہے کہ:

''ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم یک میٹرک پاس طالبعلم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے۔''

امرائے اضلاع وصدر صاحبان/ مربیان و معلمین سلسلہ سے درخواست ہے کہ اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ ذہین، ہونہار خدمتِ دین کا شوق رکھنے والے مخلص طلباء کو جامعہ احمدیہ میں بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا فرمائے۔

جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو میٹرک کے نتیجہ کے بعد اندازاً اگست ۲۰۰۱ء میں ہو گا۔ امیدواران کو ہدایت فرمائیں کہ وہ داخلہ کے لئے ابھی سے اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب/ صدر صاحب کی وساطت سے وکالتِ دیوان تحریکِ جدید ربوہ کو بھجوائیں اور میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ کی اطلاع دیں۔ درخواست میں نام، ولدیت، تاریخ پیدائش، عمر اور مکمل پتہ درج کریں۔

امیدواران قرآن کریم ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلوماتِ عامہ کو بہتر بنائیں۔ نیز خدام الاحمدیہ کی مرکزی تربیتی کلاس ربوہ میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

مجلس انصار اللہ ضلع عمر کوٹ کے ساتویں سالانہ اجتماع کی رپورٹ

مورخہ ۱۵، ۱۶، مارچ ۲۰۰۱ء بمقام بیت الحمد کنری

رپورٹ: عبدالمجید زاہد ناظم اعلیٰ اجتماع

اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۵، ۱۶ مارچ مجلس انصار اللہ ضلع عمر کوٹ کو سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق دی۔ مورخہ ۱۵ مارچ ۲۰۰۱ء کو نماز ظہر وعصر کے بعد اجتماع کی باقاعدہ افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ صدر صاحب مجلس انصار اللہ پاکستان کے نمائندہ محترم مولانا عبدالوہاب صاحب مربی سلسلہ نے تقریب میں شرکت کی۔ افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عہد و نظم کے بعد مرکزی نمائندہ نے دعا کے ساتھ باقاعدہ افتتاح کا اعلان کیا۔

اس اجتماع کے چار اجلاس ہوئے جس میں مرکزی نمائندہ کے علاوہ مقامی مربی صاحبان اور نائب ناظر مال آمد قریشی محمد انور صاحب نے شرکت کی۔ اجتماع میں علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔ علمی مقابلہ جات میں تلاوت نظم تقریر اور عام دینی معلومات کے مقابلے ہوئے۔ علمی مقابلہ جات میں ۱۵/انصار نے حصہ لیا۔

اس موقعہ پر ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے جس کے دو معیار رکھے گئے تھے انفرادی مقابلہ جات میں سوگز دوڑ، لمبی چھلانگ، سائیکل ریس اور کلائی پکڑنے اور اجتماعی ورزشی مقابلہ جات میں والی بال اور رسہ کشی کے مقابلے ہوئے۔

اجتماع میں ۲۴ مجالس میں سے ۲۲ مجالس کی نمائندگی ہوئی جن کے ۱۷۷/انصار ۱۰۳/خدام ۶۷/اطفال اور ۱۶/نو مبائعین اور ۶/مہمان شامل ہوئے اس طرح حاضری ۳۶۹ تھی۔

اجتماع میں سوال و جواب کی بھی محفل ہوئی جس میں نو مبائعین کے علاوہ ۶ مہمان بھی شامل ہوئے۔

مورخہ ۱۶ مارچ ۲۰۰۱ء بعد نماز جمعہ اختتامی اجلاس مرکزی نمائندہ کی زیر صدارت ہوا جس میں مقابلہ جات میں اول، دوم اور سوم آنے انصار کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اجتماع کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

(بقیہ از صفحہ ۱۱)

عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے۔'' (تشحیذ الاذہان نمبر ۱۰۔ ۱۹۰۸ء)

۵۔ مرزا حیرت دہلوی صاحب نے لکھا۔

''مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کردی'' (کرزن گزٹ دہلی بحوالہ سلسلہ احمدیہ صفحہ ۱۸۹ مصنفہ مرزا بشیر احمد صاحب)

تاریخ یا دن معلوم کرنے کا طریقہ

جس دن کی تاریخ یا جس تاریخ کا دن معلوم کرنا ہو۔ اس پر انگلی رکھ کر مطلوبہ مہینہ تک نیچے لے جائیں مطلوبہ دن یا تاریخ معلوم ہو جائے گی۔

کیلنڈر 2001ء طالب دعا: مستری عبدالکریم مغل سرشمیر روڈ ضلع فیصل آباد	1	2	3	4	5	6	7
	8	9	10	11	12	13	14
	15	16	17	18	19	20	21
	22	23	24	25	26	27	28
	29	30	31	*	*	*	*
جون	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات
ستمبر-دسمبر	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
اپریل-جولائی	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
جنوری-اکتوبر	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار
مئی	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر
اگست	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل
فروری-مارچ-نومبر	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ



حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی............(رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

MONTHLY ANSARULLAH

EDITOR:
NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # :CPL - 92
May, 2001

تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ علیہ احمدیہ............فرماتے ہیں:-

''اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے- اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو- اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے- اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا- خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے- لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں- اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے- لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں- خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے- وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے- تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے- انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا............''

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۷)

امام الکلام

دوسری قدرت

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ.......... فرماتے ہیں:

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (ترجمہ: خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔ ناقل) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخمریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔''

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴)

کلام الامام

خدا تعالیٰ کا وعدہ

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول.......... سورۃ نور کی آیتِ استخلاف کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''دنیا کے مذاہب کی حفاظت کے لئے مؤید من اللہ، نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے- اسلام کے اندر کیسا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں میں دعاؤں کے مانگنے والا- خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان- شرارتوں اور عداوتوں کے بدنتائج سے آگاہ- بھلائی سے واقف انسان ہوتا ہے- جب غفلت ہوتی ہے اور قرآن کریم سے بے خبری ہوتی ہے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں بے سمجھی پیدا ہو جاتی ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفاء پیدا کرے گا- جس کے سبب سے کُل دنیا میں اسلام فضیلت رکھتا ہے- یہ امر مشکل نہیں ہوتا کہ ہم اس انسان کو کیونکر پہنچانیں- جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے- اس کی شناخت کے لئے ایک نشان منجملہ اور نشانوں کے خدا تعالیٰ نے یہ مقرر فرمایا ہے- کہ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ- خدا فرماتا ہے- کہ ہمارے مامور کی شناخت کیا ہے- اس کے لئے ایک تو یہ نشان ہے کہ وہ بھولی بسری متاع جس کو خدائے تعالیٰ پسند کرتا ہے اس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے چونک اٹھیں اور اسے چھوڑ دیں- اس کو پورا کرنے کے لئے اس کو ایک طاقت دی جاتی ہے- ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے- اس بات کے قائم کرنے کے لئے جس کے لئے اس کو بھیجا ہے قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں- کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا- جب تک خدا تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہ ہو- بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں- اور ڈرانے والی چیزیں آتی ہیں- مگر اللہ تعالیٰ ان سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے-''

(حقائق الفرقان جلد ۳ صفحہ ۲۲۸-۲۲۹)

عربی منظوم کلام

وَكَفَّرَنِىْ عَدُوُّ الْحَقِّ حُمْقاً فَقُلْتُ اخْسَأْ ، يَرَانِىْ مَنْ هَدَانِىْ

اور سچ کے دشمن نے مجھے کافر ٹھہرایا-سو میں نے کہا! دفع ہو! جس نے مجھے ہدایت دی وہ مجھے دیکھ رہا ہے-

صَوَارِمُهُ عَلَىَّ مُسَلَّلَاتٌ وَاِنِّىْ نَحْوَ وَجْهِ الْحِبِّ رَانِىْ

اس دشمن کی تلواریں میرے پر کھینچی ہوئی ہیں اور میں اپنے پیارے اللہ کی طرف دیکھ رہا ہوں

وَاِنِّىْ قَدْ وَصَلْتُ رِيَاضَ حِبِّىْ وَيَطْلُبُنِىْ خَصِيْمِىْ فِىْ الْلَمحَانِىْ

اور میں اپنے پیارے کے باغیچوں میں پہنچا ہوا ہوں اور مجھے دشمن جنگلوں میں تلاش کر رہا ہے-

هَوِيْتُ الْحِبَّ حَتّٰى صَارَ رُوْحِىْ وَاَرْنَانِىْ جِنَانِىْ فِيْ جَنَانِىْ

میں نے اس پیارے سے محبت کی یہاں تک کہ وہ میری جان ہو گیا اور میرا بہشت اس نے میرے دل میں ہی دکھا دیا

بِوَجْهِ الْحِبِّ لَسْتُ حَرِيْصَ مُلْكٍ كَفَانِىْ مَا اَرٰى نَفْسِىْ كَفَانِىْ

اس پیارے کی قسم ہے کہ میں کسی ملک کا حریص نہیں-اور یہ میرے لئے کافی ہے کہ میں اپنے نفس کو فنا کی حالت میں دیکھتا ہوں

عُمُوْدَ الْخَشْبِ لَا اَبْغِىْ لِسَقْفِىْ وَحِبِّىْ صَارَ لِىْ مِثْلَ الْبَوَانِ

میں لکڑی کے ستون اپنی چھت کے لئے نہیں چاہتا اور میرا پیارا میرے لئے ایسا ہو گیا ہے جیسا کہ ستون

وَرِثْنَا الْمَجْدَ مِنْ ذِى الْمَجْدِ حَقًّا وَصُبِّغْنَا بِمَجْبُوْبٍ مّقَانِىْ

ہم نے بزرگی کو خدائے ذوالمجد سے پایا اور اس سے ملنے والے پیارے کے رنگ سے ہم رنگ گئے-

(الْقَصَائِدُ الْاَحْمدِيّه صفحه ۱۴۲-۱۴۳)

فارسی منظوم کلام

O

خدا در نصرتِ آنکس بود کو ناصرِ دین است ہمیں اُفتاد آئین از ازل درگاہِ عزت را

خدا اس کی مدد میں لگا رہتا ہے جو اس کے دین کا ناصر ہو۔ ہمیشہ سے اس درگاہِ رب العزت کا یہی دستور ہے۔

اگر باور نمے آید بخواں ایں واقعاتم را کہ تا بینی تو در ہر مشکلم انواعِ نُصرت را

اگر تجھے یقین نہیں آتا تو میرے ان واقعات کو پڑھ تاکہ تو میری ہر مشکل میں خدا کی طرح طرح کی نصرتیں دیکھ لے

ہر آں کو یابد از درگاہ از خدمت ہمی یابد کہ غفلت را سزائے ہست واثرے ہست خدمت را

جو شخص بھی اس کی درگاہ سے کچھ پاتا ہے وہ خدمت سے پاتا ہے کیونکہ ہر غفلت کے لئے سزا مقرر ہے اور ہر خدمت کے لئے جزا مقرر ہے

من اندر کارِ خود حیرانم و رازش نمے دانم کہ من بے خدمتے دیدم چنیں نعماءِ حشمت را

مگر میں اپنے معاملہ میں حیران ہوں اور اس کا بھید نہیں جانتا کیونکہ میں نے بغیر کسی خدمت کے ایسی نعمتیں اور عزتیں حاصل کر لیں

نہاں اندر نہاں اندر نہاں اندر نہاں ہستم کُجا باشد خبر از ما گرفتارانِ نخوت را

میں پوشیدہ اور پوشیدہ در پوشیدہ ہوں۔ پس ہمارے متعلق متکبر انسانوں کو کیا خبر ہو سکتی ہے

ندائے رحمت زِ درگاہِ باری بشنوم ہردم اگر کرمے کند لعنت چہ وزن آں ہرزہ لعنت را

میں بارگاہِ الٰہی سے رحمت کی آواز ہر لحظہ سنتا رہتا ہوں۔ اگر کوئی کیڑا مجھ پر لعنت بھی کرے تو اس بے ہودہ لعنت کی کیا حقیقت ہے۔

اگر در حلقہ اہلِ خدا شوی یا نے نوشتیم ازرہِ شفقت کہ ماموریم دعوت را

تیری مرضی ہے خواہ تو اہل اللہ کی جماعت میں داخل ہو یا نہ ہو۔ ہم نے شفقت کی وجہ سے یہ لکھا ہے کیونکہ ہم دعوت کے لئے مامور ہیں
(درثمین فارسی مترجم صفحہ ۲۷۶-۲۷۷)

حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اپنے ہم عصر اکابرین کی نگاہ میں

مرتبہ: مکرم جمیل احمد بٹ صاحب نارتھ ناظم آباد کراچی

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کی عظیم شخصیت اور خداداد قوت قدسیہ سے تقریباً تمام ہم عصر اکابرین کسی نہ کسی حد تک متاثر رہے اور مختلف مواقع پر اس کا اظہار کرتے رہے ایسے ہی چند تاثرات ذیل میں دیے جا رہے ہیں۔

جوانی میں پاکیزہ زندگی پر گواہی:

۱۔ مشہور مفکر علامہ اقبال کے استاد علامہ میر حسن صاحب حضرت اقدس کے قیام سیالکوٹ کے عرصہ میں آپ کے پڑوسی تھے۔ اس حوالے سے ایک بار انہوں نے چشم پُر آب ہو کر بیان فرمایا۔

''افسوس ہم نے ان کی قدر نہ کی اُن کے کمالات روحانی کو بیان نہیں کر سکتا اُن کی زندگی معمولی انسان کی زندگی نہ تھی بلکہ وہ اُن لوگوں میں سے تھے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں۔'' (اخبار الحکم قادیان ۷ اپریل ۱۹۳۴ء صفحہ ۳)

۲۔ مشہور مسلمان لیڈر مولانا ظفر علی خان کے والد بزرگوار منشی سراج الدین صاحب نے ان الفاظ میں گواہی دی۔

''ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔''

(اخبار زمیندار مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ بدر ۲۵ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۳)

براہین احمدیہ کی اشاعت کا والہانہ خیر مقدم:

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ۱۸۸۰ء میں اپنی مشہور زمانہ کتاب براہین احمدیہ کا ابتدائی حصہ شائع فرمایا تو اسے دفاع اسلام میں ایک شاہکار قرار دیا گیا۔ اور پورے برصغیر میں اس کی مدح سرائی ہوئی۔

۱۔ مشہور اہل حدیث لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے اس پر اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں ۲۰۰ صفحات پر محیط زبردست تبصرہ رقم کیا اور کتاب کو بے نظیر قرار دیا اور حضرت مرزا صاحب کے بارے میں لکھا۔

''اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر............ بہت ہی کم پائی گئی ہے'' (اشاعت السنہ جلد ہفتم نمبر ۶ صفحہ ۱۷۰)